7

دوسرے صور دھماکہ کے بعد انسانیت کا دوبارہ زندہ ہونا

صور کا آخری دھماکے یا تخلیق کے دوسرے عمل میں تمام مردہ زندہ ہو جائیں گے۔ اس کے انصاف اور رحم کو ظاہر کرنے کے لیے، خدا کی عطا کردہ سانسوں کے ساتھ دوبارہ زندگی ملے گی، جس کے ذریعے انسانوں کو خدا کے سامنے مکمل طور پر سامنے لایا جائے گا۔

اور جب صور پھونکا جائے گا تو جو لوگ آسمان میں ہیں اور جو زمین میں ہیں سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے مگر وہ جس کو خدا چاہے۔ پھر دوسری دفعہ پھونکا جائے گا تو فوراً سب کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔(39:68)

بے شک فیصلہ کا دن مقرر ہے(78:17)

جس دن لوگ چیخ یقیناً سن لیں گے۔ وہی نکل پڑنے کا دن ہے۔(50:42)

بھلا(ان امور میں) تاخیر کس دن کے لئے کی گئی؟(77:12)

اور تمہیں کیا خبر کہ فیصلے کا دن کیا ہے۔

تباہی ہے اس دن ان پر جو جھوٹ کو سچ کہتے ہیں۔؟(77:14)

اور(جس وقت) صور پھونکا جائے گا یہ قبروں سے(نکل کر) اپنے پروردگار کی طرف دوڑ پڑیں گے۔(36:51)

کہیں گے اے ہے ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے(جگا) اُٹھایا؟ یہ وہی تو ہے جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔(36:52)

ان(قصوں) میں اس شخص کے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے عبرت ہے۔ یہ وہ دن ہو گا جس میں سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہو گا جس میں سب(خدا کے روبرو) حاضر کیے جائیں گے۔(11:103)

اور ہم اس کے لانے میں ایک وقت معین تک تاخیر کر رہے ہیں۔(11:104)

قیامت کے بعد بنی نوع انسان کا جمع ہونا۔

اس دن زمین ان پر سے پھٹ جائے گی اور وہ جھٹ پٹ نکل کھڑے ہوں گے۔ یہ جمع کرنا ہمیں آسان ہے۔(50:44)

اور جو لوگ تم میں پہلے گزر چکے ہیں ہم کو معلوم ہیں اور جو پیچھے آنے والے ہیں وہ بھی ہم کو معلوم ہیں۔(15:24)

اور تمہارا پروردگار(قیامت کے دن) ان سب کو جمع کرے گا وہ بڑا دانا(اور) خبردار ہے۔(15:25)

اور اسی کے نشانات(اور تصرفات) میں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وہ تم کو زمین میں سے(نکلنے کے لئے) آواز دے گا تو تم جھٹ نکل پڑو گے۔(30:25)

اور آسمانوں اور زمین میں(جتنے فرشتے اور انسان وغیرہ ہیں) اسی کے(مملوک) ہیں(اور) تمام اس کے فرمانبردار ہیں۔(30:26)

اور وہی تو ہے جو خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور یہ اس کو بہت آسان ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں اس کی شان بہت بلند ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔(30:27)

اس دن یہ قبر سے نکل کر (اس طرح) دوڑیں گے جیسے (شکاری) شکار کے جال کی طرف دوڑتے ہیں۔(70:43)

ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی اور ذلت ان پر چھا رہی ہو گی۔ یہی وہ دن ہے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا۔(70:44)

فیصلے کا دن۔

وہ تو ایک زور کی آواز ہو گی اور یہ اس وقت دیکھنے لگیں گے۔(37:19)

اور کہیں گے، ہائے شامت یہی جزا کا دن ہے۔(37:20)

(کہا جائے گا کہ ہاں) یہی ہے۔ فیصلے کا دن جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے۔(37:21)

جس دن بچوں کے بال سرمئی ہو جائیں گے۔

اگر تم بھی (ان پیغمبروں کو) نہ مانو گے تو اس دن سے کیونکر بچو گے جو بچّوں کو بوڑھا کر دے گا۔(73:17)

(اور) جس سے آسمان پھٹ جائے گا۔ یہ اس کا وعدہ (پورا) ہو کر رہے گا۔(73:18)

یہ (قرآن) تو نصیحت ہے۔ سو جو چاہے اپنے پروردگار تک (پہنچنے کا) رستہ اختیار کر لے۔(73:19)

قدیم عربی زبان میں، خوفناک واقعات سے بھرا ہوا ایک دن استعاراتی طور پر بیان کیا گیا تھا "ایک دن جس میں بچوں کے بال سرمئی ہو جاتے ہیں" - اس لیے قرآن میں اس جملے کا استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مکمل طور پر استعاراتی کردار واضح ہے کیونکہ، قرآن کی تعلیمات کے مطابق، بچوں کو بے گناہ سمجھا جاتا ہے - جو وہ کرتے ہیں اس کے لیے جوابدہ نہیں - اور قیامت کی آزمائشوں اور خوف سے محفوظ رہیں گے۔

بلاوے کی آواز۔

تو تم بھی ان کی کچھ پروا نہ کرو۔ جس دن بلانے والا ان کو ایک ناخوش چیز کی طرف بلائے گا۔(54:6،7)(54:6)

تو آنکھیں نیچی کئے ہوئے قبروں سے نکل پڑیں گے گویا بکھری ہوئی ٹڈیاں۔(54:7)

یہود و نصاریٰ کے لیے بھی قیامت کا دن۔

نجات) نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر۔ جو شخص برے عمل کرے گا اسے اسی (طرح) کا بدلا دیا جائے گا اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا اور نہ مددگار۔(4:123)

اوپر یہودیوں کے روحانی تکبر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں اور آخرت میں اس کے فضل کییقین دہانی کراتے ہیں اور عیسائی عقیدہ کفارہ کے لیے، جو ان سب کے لیے نجات کا وعدہ کرتا ہے جو یسوع کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

دنیا کے ختم ہونے کے وقت کا تصور۔

اور جس روز قیامت برپا ہو گی گنہگار قسمیں کھائیں گے کہ وہ (دنیا میں) ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔ اسی طرح وہ (رستے سے) اُلٹے جاتے تھے۔(30:55)

اور جن لوگوں کو علم اور ایمان دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ خدا کی کتاب کے مطابق تم قیامت تک رہے ہو۔ اور یہ قیامت ہی کا دن ہے لیکن تم کو اس کا یقین ہی نہیں تھا۔(30:56)

تو اس روز ظالم لوگوں کو ان کا عذر کچھ فائدہ نہ دے گا اور نہ اُن سے توبہ قبول کی جائے گی۔(30:57)

" جو خدا نے فرمایا ہے" وہ یہ ہے کہ مردہ دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور اس کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ بعض نے قیامت اور فیصلے کے اس وعدے کیطرف کبھی توجہ نہیں دی۔

پس (اے محمد ﷺ) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو اور ان کے لئے (عذاب) جلدی نہ مانگو۔ جس دن یہ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (خیال کریں گے کہ) گویا (دنیا میں) رہے ہی نہ تھے مگر گھڑی بھر دن۔ (یہ قرآن) پیغام ہے۔ سو (اب) وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان تھے۔ (46:35)

اور جس دن خدا ان کو جمع کرے گا (تو وہ دنیا کی نسبت ایسا خیال کریں گے کہ) گویا (وہاں) گھڑی بھر دن سے زیادہ رہے ہی نہیں تھے (اور) آپس میں ایک دوسرے کو شناخت بھی کریں گے۔ جن لوگوں نے خدا کے روبرو حاضر ہونے کو جھٹلایا وہ خسارے میں پڑ گئے اور راہ یاب نہ ہوئے۔ اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں تمہاری آنکھوں کے سامنے (نازل) کریں یا (اس وقت جب) تمہاری مدت حیات پوری کر دیں تو ان کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے پھر جو کچھ یہ کر رہے ہیں خدا اس کو دیکھ رہا ہے۔ (10:45،46)

جب وہ اس کو دیکھیں گے (تو ایسا خیال کریں گے) کہ گویا (دنیا میں صرف) ایک شام یا صبح رہے تھے۔ (79:46)

جو شخص اس سے منہ پھیرے گا وہ قیامت کے دن (گناہ کا) بوجھ اُٹھائے گا۔ (20:100)

(ایسے لوگ) ہمیشہ اس (عذاب) میں (مبتلا) رہیں گے اور یہ بوجھ قیامت کے روز ان کے لئے برا ہے۔ (20:101)

جس روز صور پھونکا جائے گا اور ہم گنہگاروں کو اکٹھا کریں گے اور ان کی آنکھیں نیلی نیلی ہوں گی۔ (20:102)

(تو) وہ آپس میں آہستہ آہستہ کہیں گے کہ تم (دنیا میں) صرف دس ہی دن رہے ہو۔ (20:103)

جو باتیں یہ کریں گے ہم خوب جانتے ہیں۔ اس وقت ان میں سب سے اچھی راہ والا (یعنی عاقل و ہوشمند) کہے گا کہ (نہیں بلکہ) صرف ایک ہی روز ٹھہرے ہو۔ (20:104)

اس دن وہ تمہیں پکارے گا تو تم اس کی تعریف کے ساتھ جواب دو گے اور خیال کرو گے کہ تم (دنیا میں) بہت کم (مدت) رہے۔ (17:52)

عدد دس کو اکثر عربی میں "چند" کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ "اس کی تعریف کرتے ہوئے خدا کی پکار کا جواب دینا" کا مطلب یہ ہے کہ جیسے ہی وہ دوبارہ جی اٹھیں گے، وہ اس کے وجود اور ہیبت سے پوری طرح آگاہ ہو جائیں گے۔

جی اُٹھنے والے گنہگار آخرت میں لازوال زندگی کے مقابلے میں زمین پر اپنی زندگی کی محدود مدت کا ادراک کریں گے۔ گنہگار اندازہ لگائیں گے کہ وہ زمین پر کتنے عرصے تک رہے، جیسے ایک گھنٹہ، ایک رات، کچھ دن، وغیرہ۔ اس پیرابولک انداز میں، قرآن وقت کے اس خیالی تصور کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ انسانی ذہن نے تجربہ کیا ہے۔ ایک ایسا تصور جس کا آخرت میں سامنے آنے والی حتمی حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گنہگار خود کو دھوکہ دینے والے بہانے پیش کریں گے کہ زمین پر ان کی زندگی بہت مختصر تھی تاکہ انہیں اپنی غلطیوں کا ادراک کرنے اور ان کے طریقوں کو درست کرنے کی اجازت مل سکے۔ لیکن اب انسان اپنی ماضی کی زندگی کے معیار سے پوری طرح آگاہ ہو جائے گا اور تمام خود فریبی سے آزاد ہو جائے گا۔

قیامت سے انکار کرنے والوں قرآن کا جواب۔

مکہ والوں نے انتہائی شکوک وشبہات ظاہر کیے اور پیغمبر محمد ﷺ کے اس پیغام کی تضحیک کی کہ تمام جسموں کو زندہ کیا جائے گا۔ ہمارے آباؤ اجداد کو واپس لائیں۔

اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی ہے کہ (یہیں) مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے۔ اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں۔ صرف ظن سے کام لیتے ہیں۔ (45:24)

اور جب ان کے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کی یہی حجت ہوتی ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو (زندہ کر) لاؤ۔ (45:25)

کہہ دو کہ خدا ہی تم کو جان بخشتا ہے پھر (وہی) تم کو موت دیتا ہے پھر تم کو قیامت کے روز جس (کے آنے) میں کچھ شک نہیں تم کو جمع کرے گا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔(45:26)

عرب کے مشرکین نے نہ صرف موت کے بعد زندگی کو جھٹلایا بلکہ نوجوان نسلوں میں سے بعض نے موت اور قیامت کے بعد کی زندگی کو بھی مسترد کر دیا جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے۔

نوجوان نسلوں کی طرف سے انکار

اور جس شخص نے اپنے ماں باپ سے کہا کہ اُف اُف! تم مجھے یہ بتاتے ہو کہ میں (زمین سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ بہت سے لوگ مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور وہ دونوں خدا کی جناب میں فریاد کرتے (ہوئے کہتے) تھے کہ کم بخت ایمان لا۔ خدا کا وعدہ تو سچا ہے۔ تو کہنے لگا یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔(46:17)

اس مکالمے کا مقصد نہ صرف پرانی اور نوجوان نسلوں کے مابین ہمیشہ آنے والے اور شاید فطری تنازعہ کو بیان کرنا ہے بلکہ یہ مذہبی خیالات کی ترسیل کو والدین کا سب سے اہم کام اور تمام سماجی تسلسل کے بنیادی عنصر کے طور پر بھی بتاتا ہے۔

انسان کا جی اٹھنا اس کا نتیجہ ہو گا جسے قرآن نے "تخلیق کا ایک نیا عمل" قرار دیا ہے اور یہ شاید اس چیز سے بالکل مختلف ہونا چاہیے جس کا تجربہ انسان نے اس دنیا میں کیا ہے۔ قرآن براہ راست انسان کی عقل کو متاثر کرتا ہے، استعاروں، تشبیہات اور تمثیلوں کا استعمال کرتے ہوئے، ان میں سے ہر ایک آیت اس بات پر زور دیتی ہے کہ انسان اس دنیا میں جو کچھ بھی کر سکتا ہے یا کرتا ہے اس کی زندگی قیامت میں اس سے مطلق مختلف ہو گی۔ اس طرح کی اپیل کا مقصد زمین پر کسی کے شعوری اعمال اور کوتاہیوں کا آخرت میں نتائج کا ایک قسم کا تصور ہے۔

خدا کی تخلیق کی لامحدود طاقت پر شک۔

آسمان کی قسم جس میں برج ہیں۔(85-1)

اور اس دن کی جس کا وعدہ ہے۔(85:2)

اور حاضر ہونے والے کی اور جو اس کے پاس حاضر کیا جائے اسکی-(85:3)

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اس بات پر قادر ہے کہ ان جیسے (لوگ) پیدا کر دے۔ اور اس نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس میں کچھ بھی شک نہیں۔ تو ظالموں نے انکار کرنے کے سوا (اسے) قبول نہ کیا۔(17:99)

قیامت کے امکان سے انکار کا مطلب خدا کی تخلیق کی لامحدود طاقت اور حقیقی معنوں میں اس کے خدا کے بارے میں شک ہے۔ کائنات کی تخلیق کے ذریعے، خدا اپنی برتری اور واحدانیت کی گواہی دیتا ہے۔ اس کا مقصد خدا کی تخلیقی صلاحیتوں کو واضح کرنا ہے، گویا یہ کہنا کہ "کیا وہ جس نے کائنات کو پیدا کیا ہے یکساں طور پر اس قابل نہیں ہے کہ وہ انسان کو جس شکل میں بھی ضروری سمجھے دوبارہ زندہ کرے اور دوبارہ پیدا کرے؟"

اس کائنات کا پالنے والا۔

کہو کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔(23:88)

فوراً کہہ دیں گے کہ (ایسی بادشاہی تو) خدا ہی کی ہے، تو کہو پھر تم پر جادو کہاں سے پڑ جاتا ہے؟(23:89)

بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس حق پہنچا دیا ہے اور جو (بت پرستی کئے جاتے ہیں) بے شک جھوٹے ہیں۔(23:90)

خدا وہی تو ہے جس نے ستونوں کے بغیر آسمان جیسا کہ تم دیکھتے ہو (اتنے) اونچے بنائے۔ پھر عرش پر جا ٹھہرا اور سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک ایک میعاد معین تک گردش کر رہا ہے۔ وہی (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے) اس طرح) وہ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ تم اپنے پروردگار کے روبرو جانے کا یقین کرو۔(13:2)

بھلا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، کیا وہ اس بات پر قادر نہیں کہ (ان کو پھر) ویسے ہی پیدا کر دے۔ کیوں نہیں۔ اور وہ تو بڑا پیدا کرنے والا اور علم والا ہے۔(36:81)

اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔(36:82)

" بغیر کسی معاونت کے آسمانوں کی پرورش" سے مراد وہ کائناتی جگہ ہے جس میں ستارے، نظام شمسی (بشمول ہمارا اپنا) اور کہکشائیں اپنا راستہ اختیار کرتی ہیں۔ آپ کو احساس ہو سکتا ہے کہ جس نے کائنات کو تخلیق کیا ہے اور جو کچھ موجود ہے اس پر حکومت کرتا ہے وہ مردوں کو دوبارہ زندہ کرنے اور زندگی میں آپ کو اس کے مطابق فیصلہ کرنے کے قابل ہے جو آپ نے زمین پر زندہ رہتے ہوئے کیا تھا۔

انسان کو دوبارہ پیدا کرنا خدا کے لیے آسان ہے۔

(خدا کو) تمہارا پیدا کرنا اور جلا اُٹھانا ایک شخص (کے پیدا کرنے اور جلا اُٹھانے) کی طرح ہے۔ بیشک خدا سننے والا دیکھنے والا ہے۔(31:28)

کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا کہ خدا کس طرح خلقت کو پہلی بار پیدا کرتا پھر (کس طرح) اس کو بار بار پیدا کرتا رہتا ہے۔ یہ خدا کو آسان ہے۔(29:19)!

کہہ دو کہ ملک میں چلو پھرو اور دیکھو کہ اس نے کس طرح خلقت کو پہلی دفعہ پیدا کیا ہے پھر خدا ہی پچھلی پیدائش پیدا کرے گا۔ بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔(29:20)!

تخلیق، رزق، موت اور قیامت۔

اسی (زمین) سے ہم تم کو پیدا کیا اور اسی میں تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے دوسری دفعہ نکالیں گے۔(20:55)

جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹ لیں گے جیسے خطوں کا طومار لپیٹ لیتے ہیں۔ جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلے پیدا کیا اسی طرح دوبارہ پیدا کر دیں گے۔ (یہ) وعدہ (جس کا پورا کرنا لازم) ہے۔ ہم (ایسا) ضرور کرنے والے ہیں۔(21:104)

بے شک تمہارے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے۔(85:12)

کہہ دو کہ وہی ہے جس نے تم کو زمین میں پھیلایا اور اسی کے روبرو تم جمع کئے جاؤ گے۔(67:24)

انسان کے جسم کی تخلیق "زمین سے باہر" اور "اس میں واپس آنا" اس جسم کی تحلیل کی نشاندہی کرتا ہے، موت کے بعد، ابتدائی نامیاتی اور غیر نامیاتی مادوں میں جس سے یہ تشکیل دیا گیا تھا۔

یہ تمام حقائق - تخلیق، رزق، اور تحلیل - خدا کیہیبت کا پیغام، زمین پر انسان کی زندگی کی دائمی نوعیت اور اس کے مستقبل کے جی اٹھنے کے پیغام پر مشتمل ہے۔ "نئے سرے سے سامنے آتا ہے" زمین پر انسان کی زندگی اور جسمانی موت کے بعد اس کے جی اٹھنے سے متعلق ہے۔

اپنی تخلیق پر غور کریں۔

لوگو اگر تم کو مرنے کے بعد جی اُٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتدا میں) مٹی سے پھر اس سے نطفہ بنا کر۔ پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر۔ پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی تاکہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کر دیں۔ اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔ اور بعض (قبل از پیری مر جاتے ہیں اور بعض شیخ فانی ہو جاتے اور بڑھاپے کی) نہایت خراب عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں کہ بہت کچھ جاننے کے بعد بالکل بے علم ہو جاتے ہیں۔ اور (اے دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے (کہ ایک وقت میں) زمین خشک (پڑی ہوتی ہے) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو شاداب ہو جاتی اور ابھرنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اُگاتی ہے۔(22:5)

(یعنی) آگ (کی خندقیں) جس میں ایندھن (جھونک رکھا) تھا۔(86:5)

جب کہ وہ ان (کے کناروں) پر بیٹھے ہوئے تھے۔(86:6)

اور جو (سختیاں) اہل ایمان پر کر رہے تھے ان کو سامنے دیکھ رہے تھے۔(86:7)

ان کو مومنوں کی یہی بات بری لگتی تھی کہ وہ خدا پر ایمان لائے ہوئے تھے جو غالب (اور) قابل ستائش ہے۔(86:8)

وہی جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے۔ اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔(86:9)

جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی ان کو دوزخ کا (اور) عذاب بھی ہو گا اور جلنے کا عذاب بھی ہو گا۔(86:10)

" مٹی سے پیدا کیا گیا" اظہار کا مطلب انسان کی کم حیاتیاتی اصل اور دیگر زمینی مادوں کے ساتھ اس کی وابستگی کی نشاندہی کرنا ہے۔ "پیلوک شریان،" بیشتر حکام کے مطابق جنہوں نے نایاب قرآنی تاثرات کی اخلاق میں مہارت حاصل کی ہے، خاص طور پر خواتین کی اناٹومی سے متعلق ہے۔

ہڈیوں اور دھول سے انسانوں کی تخلیق۔

اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا۔ (تمہارے پیدا کرنے سے) مقصود یہ ہے کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے اور اگر تم کہو کہ تم لوگ مرنے کے بعد) زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے تو کافر کہہ دیں گے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔(11:7)

لیکن ان لوگوں نے تعجب کیا کہ انہی میں سے ایک ہدایت کرنے والا ان کے پاس آیا تو کافر کہنے لگے کہ یہ بات تو (بڑی) عجیب ہے۔(50:2)

بھلا جب ہم مر گئے اور مٹی ہو گئے (تو پھر زندہ ہوں گے؟) یہ زندہ ہونا (عقل سے) بعید ہے۔(50:3)

ان کے جسموں کو زمین جتنا (کھا کھا کر) کم کرتی جاتی ہے ہمیں معلوم ہے۔ اور ہمارے پاس تحریری یادداشت بھی ہے۔(50:4)

ہم کو روز قیامت کی قسم۔(75:1)

اور نفس لوامہ کی (کہ سب لوگ اٹھا کر) کھڑے کئے جائیں گے۔(75:2)

کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟(75:1،3)

ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔(75:4)

مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے۔(75:5)

پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہو گا؟(75:6)

" اسے گواہ کے طور پر بلا کر" اور قیامت کے دن کی بات کرتے ہوئے گویا کہ یہ پہلے ہی ہو چکا ہے، مذکورہ بالا جملے کا مقصد قیامت کے آنے کا یقین دلانا ہے۔ انسان کی لاشعوری طور پر الزام لگانا اسے اپنی ہی کوتاہیوں اور ناکامیوں سے آگاہ کرتا ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جب ہم (مر کر بوسیدہ) ہڈیوں اور چُور چُور ہو جائیں گے تو کیا از سر نو پیدا ہو کر اُٹھیں گے۔(17:49)

کہہ دو کہ (خواہ تم) پتھر ہو جاؤ یا لوہا۔(17:50)

یا کوئی اور چیز جو تمہارے نزدیک (پتھر اور لوہے سے بھی) بڑی (سخت) ہو (جھٹ کہیں گے) کہ (بھلا) ہمیں دوبارہ کون جِلائے گا؟ کہہ دو کہ وہی جس نے تم کو پہلی بار پیدا کیا۔ تو (تعجب سے) تمہارے آگے سر ہلائیں گے اور پوچھیں گے کہ ایسا کب ہو گا؟ کہہ دو کہ امید ہے جلد ہو گا۔(17:51)

اور ہمارے بارے میں مثالیں بیان کرنے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔ کہنے لگا کہ (جب) ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں گی تو ان کو کون زندہ کرے گا؟(36:78)

کہہ دو کہ ان کو وہ زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور وہ سب قسم کا پیدا کرنا جانتا ہے۔(36:79)

بارش کی مثال(زندگی–موت–زندگی)

یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ کیسے (عجیب) پیدا کیے گئے ہیں۔(88:17)

اور خدا ہی تو ہے جو ہوائیں چلاتا ہے اور وہ بادل کو اُبھارتی ہیں پھر ہم ان کو ایک بے جان شہر کی طرف چلاتے ہیں۔ پھر اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مردوں کو جی اُٹھنا ہوگا۔(35:9)

اور جس نے ایک اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس سے شہر مردہ کو زندہ کیا۔ اسی طرح تم زمین سے نکالے جاؤ گے۔(43:11)

کیا انہوں نے کبھی پانی کے بخارات کے معجزانہ، چکروی عمل، بخارات کی آسمان کیجانا، اس کیجمع ہونا اور بالآخر زمین پر بارش کی صورت میں آنے کا مشاہدہ کیا ہے ؟

زندگی کا ظہور، زوال، اور دوبارہ سے ابھرنا، جو کہ تمام نامیاتی فطرت میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، اکثر قرآن میں حوالہ دیا جاتا ہے–نہ صرف قیامت کے نظریے کی حمایت میں بلکہ ایک شعوری طور پر تیار کردہ منصوبے کے ثبوت کے طور پر تخلیق اور خالق کا وجود قیامت اور آخرت کی زندگی سے انکار ایک باشعور خالق کے تصور کو بالکل بے معنی بنا دیتا ہے۔

مردہ زمین کا زندہ ہونا میں۔

اور آسمان سے برکت والا پانی اُتارا اور اس سے باغ وبستان اُگائے اور کھیتی کا اناج۔(50:9)

اور لمبی لمبی کھجوریں جن کا گابھا تہہ بہ تہہ ہوتا ہے۔(50:9،10)

) یہ سب کچھ) بندوں کو روزی دینے کے لئے (کیا ہے) اور اس (پانی) سے ہم نے شہر مردہ (یعنی زمین افتادہ) کو زندہ کیا۔ (بس) اسی طرح (قیامت کے روز) نکل پڑنا ہے۔(50:11)

کیا ہم پہلی بار پیدا کر کے تھک گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ یہ از سر نو پیدا کرنے میں شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔(50:15)

زوال اور زندگی کا دوبارہ آغاز۔

(تو اے دیکھنے والے) خدا کی رحمت کی نشانیوں کی طرف دیکھ کہ وہ کس طرح زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔(30:50)

پس تم صبر کرو بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے اور (دیکھو) جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں اوچھا نہ بنا دیں۔(30:60)

زرخیز یا بنجر زمین کی تمثیل۔

جو زمین پاکیزہ (ہے) اس میں سے سبزہ بھی پروردگار کے حکم سے (نفیس ہی) نکلتا ہے اور جو خراب ہے اس میں جو کچھ ہے ناقص ہوتا ہے۔ اسی طرح ہم آیتوں کو شکرگزار لوگوں کے لئے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں۔(7:58)

لوگو اگر تم کو مرنے کے بعد جی اُٹھنے میں کچھ شک ہو تو ہم نے تم کو (پہلی بار بھی تو) پیدا کیا تھا (یعنی ابتدا میں) مٹی سے پھر اس سے نطفہ بنا کر۔ پھر اس سے خون کا لوتھڑا بنا کر۔ پھر اس سے بوٹی بنا کر جس کی بناوٹ کامل بھی ہوتی ہے اور ناقص بھی تاکہ تم پر (اپنی خالقیت) ظاہر کر دیں۔ اور ہم جس کو چاہتے ہیں ایک میعاد مقرر تک پیٹ میں ٹھہرائے رکھتے ہیں پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں۔ پھر تم جوانی کو پہنچتے ہو۔ اور بعض (قبل از پیری مر جاتے ہیں اور بعض شیخ فانی ہو جاتے اور بڑھاپے

کی) نہایت خراب عمر کی طرف لوٹائے جاتے ہیں کہ بہت کچھ جاننے کے بعد بالکل بے علم ہو جاتے ہیں۔ اور (اے دیکھنے والے) تو دیکھتا ہے (کہ ایک وقت میں) زمین خشک (پڑی ہوتی ہے) پھر جب ہم اس پر مینہ برساتے ہیں تو شاداب ہو جاتی اور ابھرنے لگتی ہے اور طرح طرح کی بارونق چیزیں اُگاتی ہے۔(22:5)

ان قدرتوں سے ظاہر ہے کہ خدا ہی (قادر مطلق ہے جو) برحق ہے اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور یہ کہ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔(22:6)

اسی زندگی دینے والی طاقت کے استعمال سے جس سے خدا پودوں کو اگاتا ہے، وہ وقت کے اختتام پر مردوں کو زندہ کرے گا۔ اگلا جملہ تمثیل کو ان لوگوں سے تشبیہ دیتے ہوئے جاری کرتا ہے جن کے دل سچائی کی آواز کے لیے زرخیز زمینکی طرح کھلے ہیں، اور جو لوگ اس کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں، انکا دل بنجر زمین سے۔

تمام جاندار جمع کیے جائیں گے۔

اور جب بیانے والی اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی۔(81:4)

اور جب وحشی جانور جمع اکٹھے ہو جائیں گے۔(81:5)

اور زمین میں جو چلنے پھرنے والا (حیوان) یا دو پروں سے اڑنے والا جانور ہے ان کی بھی تم لوگوں کی طرح جماعتیں ہیں۔ ہم نے کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں کسی چیز (کے لکھنے) میں کوتاہی نہیں کی پھر سب اپنے پروردگار کی طرف جمع کئے جائیں گے۔(6:38)

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جن جانوروں کو انسانوں نے پیار کیا وہ آخرت میں ان لوگوں کے ساتھ رہیں گے جو ان سے محبت کرتے تھے۔ حشرات، قیامت کے ظہور کے خوف میں اکٹھے ہوں گے یا انسان کی طرف سے ان پر ظلم کیے جانے والے مظالم کے امعاوضہ لیا جائے گا۔ تمام چیزیں اپنے ماخذ پر واپس چلی جاتی ہیں۔

اور آسمانوں اور زمین کی چھپی چیزوں کا علم خدا ہی کو ہے اور تمام امور کا رجوع اسی کی طرف ہے۔ تو اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور جو کچھ تم کر رہے ہو تمہارا پروردگار اس سے بے خبر نہیں۔(11:123)

اور (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔ اور (سب) کام خدا ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔(35:4)

وگو خدا کا وعدہ سچا ہے۔ تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب دینے والا تمہیں فریب دے۔(35:5)

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کی ہے۔ اور سب امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔(35:5)

ایک جلد ملنے والے عذاب کی طلب مت کرو۔

پس) اے محمد ﷺ) جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو اور ان کے لئے (عذاب) جلدی نہ مانگو۔ جس دن یہ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو (خیال کریں گے کہ) گویا (دنیا میں) رہے ہی نہ تھے مگر گھڑی بھر دن۔ (یہ قرآن) پیغام ہے۔ سو (اب) وہی ہلاک ہوں گے جو نافرمان تھے۔(46:35)

اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں۔ اور یہ کہ خدا سب لوگوں کو جو قبروں میں ہیں جلا اٹھائے گا۔(22:7)

آپ انہیں قیامت پر یقین کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔

یہ لوگ جو کچھ کہتے ہیں ہمیں خوب معلوم ہے اور تم ان پر زبردستی کرنے والے نہیں ہو۔ پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید سے ڈرے اس کو قرآن سے نصیحت کرتے رہو۔(50:45)

جو شخص خدا کی ملاقات کی اُمید رکھتا ہو خدا کا (مقرر کیا ہوا) وقت ضرور آنے والا ہے۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔(29:5)

ایک مردہ انسان کو سو سال بعد زندہ کرنے کی تمثیل۔ تو طالوت کی فوج نے خدا کے حکم سے ان کو ہزیمت دی۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اور خدا نے اس کو بادشاہی اور دانائی بخشی اور جو کچھ چاہا سکھایا۔ اور خدا لوگوں کو ایک دوسرے (پر چڑھائی اور حملہ کرنے) سے ہٹاتا نہ رہتا تو ملک تباہ ہو جاتا لیکن خدا اہل عالم پر بڑا مہربان ہے۔(2:251)

یہ خدا کی آیتیں ہیں جو ہم تم کو سچائی کے ساتھ پڑھ کر سناتے ہیں۔(2:252)

(اور اے محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) تم بلاشبہ پیغمبروں میں سے ہو یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے رہیں ہیں) ان میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ بعض ایسے ہیں جن سے خدا نے گفتگو فرمائی اور بعض کے (دوسرے امور میں) مرتبے بلند کئے۔ اور عیسیٰ بنمریم کو ہم نے کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور روح القدس سے ان کو مدد دی۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان سے پچھلے لوگ اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن انہوں نے اختلاف کیا تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے اور بعض کافر ہی رہے۔ اور اگر خدا چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے لیکن خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (2:253)

اے ایمان والو جو (مال) ہم نے تم کو دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ (اعمال کا) سودا ہو اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔ (2:254)

خدا) وہ معبود برحق ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں زندہ ہمیشہ رہنے والا اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب اسی کا ہے کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے جو کچھ لوگوں کے روبرو ہو رہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے اسے سب معلوم ہے اور وہ اس کی معلومات میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے (اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی بادشاہی) اور علم) آسمان اور زمین سب پر حاوی ہے اور اسے ان کی حفاظت کچھ بھی دشوار نہیں وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔ (2:225)

) کافرو! تم خدا سے کیوں کر منکر ہو سکتے ہو جس حال میں کہ تم بے جان تھے تو اس نے تم کو جان بخشی پھر وہی تم کو مارتا ہے پھر وہی تم کو زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔ (2:28)

اوپر بیان کی گئی کہانی ایک تمثیل ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے کے لیے خدا کی طاقت کو واضح کیا جائے۔ قرآن اکثر بار بار پیدائش کے معجزے کی طرف اشارہ کرتا ہے، اس سے پہلے کہ اس کے ماں کے پیٹ میں جنین کے بتدریج ارتقاء، خدا کی تخلیق اور زندگی کو دوبارہ تخلیق کرنے کی قدرت کی واضح نشانی کے طور پر۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ خدا کو غیر معینہ مدت تک زندگی دینے کے ساتھ ساتھ مردوں کو زندہ کرنے کا بھی اختیار ہے۔

8

انسانیت کی تین گروہوں میں تقسیم

(سب سے پہلے، توبہ نہ کرنے والے گنہگار اور وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی گناہ کے بعد)

اور تم لوگ تین قسم ہو جاؤ۔(56:7)

قیامت کے واقعات کے بعد تمام انسان حتمی فیصلے کے لیے جمع کیے جائیں گے۔ ان کے اچھے اور برے اعمال کے ریکارڈ کی بنیاد پر جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، انسانیت کو تین گروہوں میں تقسیم کیا جائے گا:

1۔سابقین۔

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھیرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔ تو کچھ تو ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔ اور کچھ میانہ رو ہیں۔ اور کچھ خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں۔ یہی بڑا فضل ہے۔(35:32)

اور جو آگے بڑھنے والے ہیں (ان کا کیا کہنا) وہ آگے ہی بڑھنے والے ہیں۔(56:10)

وہی (خدا کے) مقرب ہیں۔(56:11)

نعمت کے بہشتوں میں۔(56:12)

وہ بہت سے تو اگلے لوگوں میں سے ہوں گے۔(56:13)

اور تھوڑے سے پچھلوں میں سے۔(56:14)

نیک لوگوں میں سب سے آگے وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی دنیاوی زندگی میں اپنے ایمان اور اچھے کاموں میں سبقت حاصل کی۔ انہوں نے خدا اور انسان کے ساتھ اپنے عہد کو برقرار رکھا۔ برے کاموں سے پرہیز کیا، سچے، توبہ کرنے والے اور خواہشات کے برعکس تھے انہوں نے ضرورت مندوں اور یتیموں کو کھانا کھلایا۔ اور ان میں سے کچھ نے ایمان کی راہ سے حتمی قربانی دی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "جنہوں نے اچھے کاموں میں سبقت حاصل کی ہے وہ بغیر کسی احتساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔"

نیکی میں سبقت والوں کا کوئی حساب کتاب نہیں۔

اس روز بہت سے منہ رونق دار ہوں گے۔(75:22)

جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے۔ وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔(21:101)

(یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی تو نہیں سنیں گے۔ اور جو کچھ ان کا جی چاہے گا اس میں (یعنی) ہر طرح کے عیش اور لطف میں ہمیشہ رہیں گے۔(21:102)

ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔ اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(21:103)

پھر اگر وہ (خدا کے) مقربوں میں سے ہے۔(56:88)

تو (اس کے لئے) آرام اور خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں۔(56:89)

اے اطمینان پانے والی روح۔(89:27)

اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔(89:28)

تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جا۔(89:29)

اور میری بہشت میں داخل ہو جا۔(89:30)

وہ قیامت کے عذاب سے محفوظ رہیں گے اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ یہ روح کیمعراج ہے۔ "بہت سے" اور "چند" پر درج بالا اقتباس میں زور دیا گیا ہے۔ یہ تاریخی لحاظ سے انسانوں کے عقیدے اور اخلاقی کامیابیوں میں فضیلت کے عنصر کی ترقی پسندی میں کمی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

2۔ توبہ نہ کرنے والے گنہگار (حصہ 3 دیکھیں: توبہ نہ کرنے والے گنہگاروں کا محاسبہ)

شدید عذاب والے سرے پر گنہگاروں کا توبہ نہ کرنے والا گروہ ہو گا جنہوں نے اپنے طریقوں کو درست نہیں کیا۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

انسانیت کو تین گروہوں میں تقسیم کیا گیا۔

قیامت کے دن مصائب کی صورت میں ان کا روحانی سفر۔ وہ تمام لوگ جو اپنی دنیاوی زندگی میں گناہوں میں کھو گئے ہیں روحانی سزا کے ذریعے ان کی روح کی صفائی کے عمل سے گزریں گے۔ قیامت کے بعد اذیت ناک انتظار کے دوران، گنہگاروں کو اپنے سابقہ اعمال کی سزا کے بارے میں غور کرنے کا کافی موقع دیا جائے گا۔ توبہ نہ کرنے والے گنہگاروں میں دو انواع ہیں:

توبہ نہ کرنے والے کا وہ گروہ جن کے گناہ کم ہیں۔

جو لوگ توبہ نہ کرنے والے گنہگاروں میں کم مجرم تھے وہ قیامت کے دن صرف اذیت اور شدید خوف کا شکار ہوں گے، اور خدا انہیں جہنم کی آگ کے آخری عذاب سے بچائے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں (گناہ کرتے ہوئے)، وہ قیامت کے طویل عرصے تک نظر بند رہتے ہیں۔ پھر خدا ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے گا، اور وہی لوگ کہیں گے، 'خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے دکھ دور کیا'"

سخت مجرم اور حقیقی مجرم۔

سخت مجرموں اور حقیقی مجرموں کو ایک پیاسے ریوڑ کی طرح جہنم کی طرف دھکیل دیا جائے گا، اور وہ جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل جمع ہوں گے۔ یہاں تک کہ بدترین گنہگاروں کے اس گروہ میں سے کچھ جو خدا کے بارے میں مبہم طور پر آگاہ تھے آگ سے بچ جائیں گے کیونکہ خدا کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہو گی۔ آخر میں، جو لوگ رحمان کے خلاف اپنی نفرت انگیز بغاوت میں سب سے زیادہ پر عزم تھے وہ جہنم کی آگ سے دوچار ہوں گے۔

3۔ جنہوں نے گناہوں کیبعد پرہیز گاری اختیار کی۔

اور جس دن قیامت برپا ہو گی اس روز وہ الگ الگ فرقے ہو جائیں گے۔(30:14)

تو جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوش حال ہوں گے۔(30:15)

تو داہنے ہاتھ والے (سبحان اللہ) داہنے ہاتھ والے کیا (ہی چین میں) ہیں۔(56:8)

تو جس کا نامہ (اعمال) اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔(84:7)

اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔(84:8)

اور وہ اپنے گھر والوں میں خوش خوش آئے گا۔(84:9)

درمیان میں وہ گروہ ہو گا جو ہمیشہ "ایمان اور اچھے کاموں میں سب سے آگے نہیں تھا" اور غلطی اور گناہ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ راہِ راست حاصل کر لیتا ہے۔ یہ سچی توبہ ہے، جو اس دنیا میں کسی کا جب ضمیر جاگتا ہے تو وہ تب کرتا ہے۔ انہوں نے اپنی راہیں درست کیں اور آخر کار ایمان حاصل کر لیا۔ وہ ہلکے حساب سے گزریں گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگ درمیانی راستے پر چلتے ہیں ان کا ہلکا احتساب کیا جائے گا۔" اگرچہ وہ زندگی میں "اولین" کی طرح کامل نہیں رہے ہوں گے، ان کی حتمی کامیابی انہیں روحانی تکمیل کی اسی حالت پر لاتی ہے جیسا کہ سب سے پہلے۔

ہلکے حساب کے بارے جاننے کے لیے، حصہ 4 دیکھیں:
پرہیزگاروں کا محاسبہ جو پہلے گنہگار تھے۔

جن لوگوں کے لئے ہماری طرف سے پہلے بھلائی مقرر ہو چکی ہے۔ وہ اس سے دور رکھے جائیں گے۔(21:101)

(یہاں تک کہ) اس کی آواز بھی تو نہیں سنیں گے۔ اور جو کچھ ان کا جی چاہے گا اس میں (یعنی) ہر طرح کے عیش اور لطف میں ہمیشہ رہیں گے۔(21:102)

ان کو (اس دن کا) بڑا بھاری خوف غمگین نہیں کرے گا۔ اور فرشتے ان کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے کہ) یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔(21:101–103)

9

برے اعمال۔

گناہ۔

گناہ کا نظریہ، تاریخ بھر میں بہت سی ثقافتوں میں موجود رہا ہے، عام طور پر کسی فرد کا معیارات اخلاق یا اخلاقی ضابطوں کے مطابق زندگی گزارنے میں ناکامیگناہ کے زمرے میں آتا ہے۔ گناہ کے کاموں کو خود مختاری کے غلط استعمال اور خدا کے احکامات کی خلاف ورزی کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو انسانی جھوٹے غرور اور خود پسندی سے منسوب ہے۔ یہودیت کی طرح، اسلام سکھاتا ہے کہ گناہ ایک عمل ہے نہ کہ وجود کی حالت۔ گناہ نافرمانی ہے یا اخلاقی قانون کے سامنے سر تسلیم خم کرنے سے انکار۔ یہ ان لوگوں کا تکبر اور ناشکری ہے جو اپنے خالق اور پالنے والے کو بھول جاتے ہیں یا منہ پھیر لیتے ہیں۔ توبہ صرف خدا کے راستے کو یاد کرنا ہے یا اسلام کی سیدھی راہ ہے۔

روحانی گناہ۔

اللہ کے ساتھ اور خونی رشتوں سے قطعہ تعلقی

اور جو لوگ خدا سے عہد واثق کر کے اس کو توڑ ڈالتے اور (رشتہ ہائے قرابت) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو قطع کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ایسوں پر لعنت ہے اور ان کے لیے گھر بھی برا ہے۔(13:25)
تم سے وہی باتیں کہیں جاتی ہیں جو تم سے پہلے اور پیغمبروں سے کہی گئی تھیں۔ بے شک تمہارا پروردگار بخش دینے والا بھی اور عذاب الیم دینے والا بھی ہے۔(41:44)

قرآن کے مطابق بنیادی گناہ خدا کے وجود سے انکار ہے۔ اسے فطری طور پر اور کسی حد تک انسانی استدلال کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے۔ خدا اور اس کے حتمی فیصلے پر یقین کے بغیر، مطلق اخلاقی اقدار کو قبول کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے–اقدار قطع نظر، وقت اور معاشرتی حالات کے۔
خدا کے وجود سے انکار آہستہ آہستہ ضمیر کی آواز کو دبا سکتا ہے یہاں تک کہ یہ "دور دراز جگہ سے آنے والی ایک دور کی آواز" بن جاتی ہے اور وہ صرف الفاظ کی آواز سنتے ہیں لیکن ان کا مطلب نہیں سمجھ سکتے۔ جملہ "خدا نے جوڑنے کا حکم دیا ہے" سے مراد انسانی تعلقات سے پیدا ہونے والے تمام تعلقات ہیں–مثال کے طور پر، خاندان کے بندھن۔
اور بعض لوگ ایسے ہیں جو غیر خدا کو شریک (خدا) بناتے اور ان سے خدا کی سی محبت کرتے ہیں۔ لیکن جو ایمان والے ہیں وہ تو خدا ہی کے سب سے زیادہ دوستدار ہیں۔ اور اے کاش ظالم لوگ جو بات عذاب کے وقت دیکھیں گے اب دیکھ لیتے کہ سب طرح کی طاقت خدا ہی کو ہے۔ اور یہ کہ خدا سخت عذاب کرنے والا ہے۔(2:165)

اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملامتیں اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔(17:22)

اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تکنہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور اُن سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔(17:23)

کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔(7:33)

(وہ ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرام یعنی (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے۔(17:22)

اے پیغمبر یہ ان (ہدایتوں) میں سے ہیں جو خدا نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں۔ اور خدا کے ساتھ کوئی معبود نہ بنانا کہ (ایسا کرنے سے) ملامت زدہ اور (درگاہ خدا سے) راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔(17:39)

اور جب کوئی بے حیائی کا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور خدا نے بھی ہم کو یہی حکم دیا ہے۔ کہہ دو خدا بے حیائی کے کام کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتا۔ بھلا تم خدا کی نسبت ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔(7:28)"

اللہ کے پیغام کو بگاڑنا۔

جو لوگ ہماری آیتوں میں کج راہی کرتے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ بھلا جو شخص دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن وامان سے آئے۔ (تو خیر) جو چاہو سو کر لو۔ جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔(41:40)

اور اس سے ظالم کون جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے یا جب حق بات اُس کے پاس آئے تو اس کی تکذیب کرے۔ کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہیں ہے؟(29:68)

اس سے مراد خدا کی طرف غلط احکامات کو منسوب کرنا ہے یا اس کے مقرر کردہ احکامات میں اضافہ کرنا ہے۔۔ "خود ساختہ جھوٹی بدعتیں، "اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کر کے کہ خدا کا کوئی شریک ہے یا کوئی اور بھیُ ایسی طاقت ہے جو جو انسانوں کی تقدیر کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

دوسروں کو اللہ کی راہ سے دور کرنا۔

جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) خدا کے رستے سے روکا وہ رستے سے بھٹک کر دور جا پڑے۔(4:167)

جو لوگ کافر ہوئے اور ظلم کرتے رہے خدا ان کو بخشنے والا نہیں اور نہ انہیں رستہ ہی دکھائے گا۔(4:168)

دوسروں کو راہِ بد کی طرف گمراہ کرنا۔

اور جو کافر ہیں وہ مومنوں سے کہتے ہیں کہ ہمارے طریق کی پیروی کرو ہم تمہارے گناہ اُٹھا لیں گے۔ حالانکہ وہ اُن کے گناہوں کا کچھ بھی بوجھ اُٹھانے والے نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ جھوٹے ہیں۔(29:12)

اور یہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور (لوگوں کے) بوجھ بھی۔ اور جو بہتان یہ باندھتے رہے قیامت کے دن اُن کی اُن سے ضرور پرسش ہو گی۔(29:13)

آخرت کی زندگی سے انکار

اور جس دن کافر دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے (تو کہا جائے گا کہ) تم اپنی دنیا کی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے متمتع ہو چکے سو آج تم کو ذلت کا عذاب ہے، (یہ) اس کی سزا (ہے) کہ تم زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے۔ اور اس کی بدکرداری کرتے تھے۔(46:20)

جھوٹا فخر۔

اور (ازراہ غرور) لوگوں سے گال نہ پھلانا اور زمین میں اکڑ کر نہ چلنا۔ کہ خدا کسی اترانے والے خود پسند کو پسند نہیں کرتا۔ (31:18)

اور اپنی چال میں اعتدال کئے رہنا اور (بولتے وقت) آواز نیچی رکھنا کیونکہ) اُونچی آواز گدھوں کی ہے اور کچھ شک نہیں کہ) سب آوازوں سے بُری آواز گدھوں کی ہے۔ (31:19)

سو) اے پیغمبر) جیسا تم کو حکم ہوتا ہے (اس پر) تم اور جو لوگ تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں قائم رہو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرنا۔ وہ تمہارے سب اعمال کو دیکھ رہا ہے۔ (11:112)

یہ جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں خدا اس کو ضرور جانتا ہے۔ وہ سرکشوں کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ (16:23)

اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا اتارا ہے تو کہتے ہیں کہ (وہ تو) پہلے لوگوں کی حکایتیں ہیں۔ (16:24)

(اے پیغمبر ان کو بکنے دو) یہ قیامت کے دن اپنے (اعمال کے) پورے بوجھ بھی اٹھائیں گے اور جن کو یہ بے تحقیق گمراہ کرتے ہیں ان کے بوجھ بھی اٹھائیں گے۔ سن رکھو کہ جو بوجھ اٹھا رہے ہیں برے ہیں۔ (16:25)

اور زمین پر اکڑ کر (اور تن کر) مت چل کہ تو زمین کو پھاڑ تو نہیں ڈالے گا اور نہ لمبا ہو کر پہاڑوں (کی چوٹی) تک پہنچ جائے گا۔ (17:37)

ان سب (عادتوں) کی برائی تیرے پروردگار کے نزدیک بہت ناپسند ہے۔ (17:38)

اے پیغمبر یہ ان (ہدایتوں) میں سے ہیں جو خدا نے دانائی کی باتیں تمہاری طرف وحی کی ہیں۔ اور خدا کے ساتھ کوئی معبود نہ بنانا کہ (ایسا کرنے سے) ملامت زدہ اور (درگاہ خدا سے) راندہ بنا کر جہنم میں ڈال دیئے جاؤ گے۔ (17:39)

اللہ کے پیغام کی تضحیک کرنا۔

ہر جھوٹے گنہگار پر افسوس ہے۔ (45:7)

کہ (خدا کی آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کو سن تو لیتا ہے (مگر) پھر غرور سے ضد کرتا ہے کہ گویا ان کو سنا ہی نہیں۔ سو ایسے شخص کو دکھ دینے والے عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ (45:8)

اور جب ہماری کچھ آیتیں اسے معلوم ہوتی ہیں تو ان کی ہنسی اُڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ (45:9)

ان کے سامنے دوزخ ہے۔ اور جو کام وہ کرتے رہے کچھ بھی ان کے کام نہ آئیں گے۔ اور نہ وہی (کام آئیں گے) جن کو انہوں نے خدا کے سوا معبود بنا رکھا تھا۔ اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ (45:10)

یہ ہدایت (کی کتاب) ہے۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں ان کو سخت قسم کا درد دینے والا عذاب ہو گا۔ (45:11)

منافقت۔

اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے آتش جہنم کا وعدہ کیا ہے جس میں ہمیشہ (جلتے) رہیں گے۔ وہی ان کے لائق ہے۔ اور خدا نے ان پر لعنت کر دی ہے۔ اور ان کے لیے ہمیشہ کا عذاب (تیار) ہے۔ (9:68)

کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے۔ اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔ (4:145)

جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔ (3:90)

جس دن بہت سے منہ سفید ہوں گے اور بہت سے منہ سیاہ تو جن لوگوں کے منہ سیاہ ہوں گے (ان سے خدا فرمائے گا) کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے؟ سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کے مزے) چکھو۔(3:106)

اور جو شخص سیدھا رستہ معلوم ہونے کے بعد پیغمبر کی مخالف کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔(4:115)

ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ وہاں سے مخلصی نہیں پا سکیں گے۔(4:121)

اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں (کے سمجھانے) کے لئے طرح طرح کی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ لیکن انسان سب چیزوں سے بڑھ کر جھگڑالو ہے۔(18:54)

اور لوگوں کے پاس جب ہدایت آگئی تو ان کو کس چیز نے منع کیا کہ ایمان لائیں۔ اور اپنے پروردگار سے بخشش مانگیں۔ بجز اس کے کہ (اس بات کے منتظر ہوں کہ) انہیں بھی پہلوں کا سا معاملہ پیش آئے یا ان پر عذاب سامنے آموجود ہو۔(18:55)

اور ہم جو پیغمبروں کو بھیجا کرتے ہیں تو صرف اس لئے کہ (لوگوں کو خدا کی نعمتوں کی) خوشخبریاں سنائیں اور (عذاب سے) ڈرائیں۔ اور جو کافر ہیں وہ باطل کی (سند) سے جھگڑا کرتے ہیں تاکہ اس سے حق کو پھسلا دیں اور انہوں نے ہماری آیتوں کو اور جس چیز سے ان کو ڈرایا جاتا ہے ہنسی بنا لیا۔(18:56)

اور اس سے ظالم کون جس کو اس کے پروردگار کے کلام سے سمجھایا گیا تو اُس نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اور جو اعمال وہ آگے کر چکا اس کو بھول گیا۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دیئے کہ اسے سمجھ نہ سکیں۔ اور کانوں میں ثقل (پیدا کر دیا ہے کہ سن نہ سکیں) اور اگر تم ان کو رستے کی طرف بلاؤ تو کبھی رستے پر نہ آئیں گے۔(18:57)

علم نجوم

اور ہم نے قریب کے آسمان کو (تاروں کے) چراغوں سے زینت دی۔ اور ان کو شیطان کے مارنے کا آلہ بنایا اور ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(67:5)

اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔(67:6)

" برے لوگ تو" نجومی ہیں۔ انہوں نے ستاروں کو ان کی قیاس آرائیوں کا مقصد بنا لیا ہے، یہ جان کر کہ مستقبل میں کیا ہو گا ستاروں کی پوزیشن اور پہلوؤں سے۔ چونکہ صرف خدا ہی مستقبل کے بارے میں جانتا ہے اور "جو مخلوق کے تصور سے باہر ہے" (الغیب)، اس طرح کی کوئی بھی کوشش گستاخی (کفر) ہے۔

برے اعمال بمقابلہ گناہ کے خیالات

نبی ﷺ نے فرمایا کہ خدا نے میری امت کے ذہن میں ابرنے والے بد خیالات کو معاف کر دیا ہے یہاں تک کہ وہ برا کام کہہ نہ لیں یا کر نہ لیں۔

تفریح اور موسیقی۔

قرآن میں موسیقی کا کوئی حوالہ نہیں ہے۔ تاہم، بہت سے مواقع ایسے ہیں جہاں پیغمبر کے سامنے موسیقی ہوئی مگر آپ نے اس سے منع نہیں کیا جیسا کہ مدینہ آمد پر دَف کا بجایا جانا۔ اذان اور قرآن کی پر ترنم تلاوت موسیقی کی شکلیں ہیں۔

گھڑ سواری، رسول ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے لیے ایک ذریعہ تفریح تھی۔ جب افریقیوں کا ایک وفد مدینہ آیا اور مسجد کے احاطے میں موسیقی اور روایتی رقص کیا تو خود نبی ﷺ نے یہ اپنی بیوی عائشہ کو دکھایا۔

اپنے ہم نواؤں کے ساتھ ظلم

یتیم کے مال کو ہڑپ کرنے کا گناہ

اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے جو (ایسی حالت میں ہوں کہ) اپنے بعد ننھے ننھے بچے چھوڑ جائیں اور ان کو ان کی نسبت خوف ہو (کہ ان کے مرنے کے بعد ان بیچاروں کا کیا حال ہو گا) پس چاہیئے کہ یہ لوگ خدا سے ڈریں اور معقول بات کہیں۔(4:10)

اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ غلط سلوک کرنا۔

تم فرماؤ آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو تم پر تمہارے رب نے حرام کیا(ف ۳۱۳) یہ کہ اس کا کوئی شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو(ف ۳۱۴) اور اپنی اولاد قتل نہ کرو مفلسی کے باعث، ہم تمہیں اور انہیں سب کو رزق دیں گے) ف ۳۱۵) اور بے حیائیوں کے پاس نہ جاؤ جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی)ف ۳۱۶) اور جس جان کی اللہ نے حرمت رکھی اسے ناحق نہ مارو(ف ۳۱۷) یہ تمہیں حکم فرمایا ہے کہ تمہیں عقل ہو۔(6:151)

اور خدا کے ساتھ کوئی اور معبود نہ بنانا کہ ملامتیں سن کر اور بے کس ہو کر بیٹھے رہ جاؤ گے۔(17:22)

اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کو اُف تک نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور اُن سے بات ادب کے ساتھ کرنا۔(17:23)

اور عجز و نیاز سے ان کے آگے جھکے رہو اور ان کے حق میں دعا کرو کہ اے پروردگار جیسا انہوں نے مجھے بچپن میں (شفقت سے) پرورش کیا ہے تو بھی اُن (کے حال) پر رحمت فرما۔(17:24)

تین کبیرہ گناہ: بت کی پوجا، قتل کرنا اور زنا۔

اور جو شخص مسلمان کو قصداً مار ڈالے گا تو اس کی سزا دوزخ ہے۔(جس میں وہ ہمیشہ) جلتا) رہے گا اور خدا اس پر غضبناک ہو گا اور اس پر لعنت کرے گا اور ایسے شخص کے لئے اس نے بڑا (سخت) عذاب تیار کر رکھا ہے۔(4:93)

اور وہ جو خدا کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور جن جاندار کو مار ڈالنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جائز طریق پر (یعنی شریعت کے مطابق اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے گا سخت گناہ میں مبتلا ہو گا۔(25:68)

قیامت کے دن اس کو دونا عذاب ہو گا اور ذلت وخواری سے ہمیشہ اس میں رہے گا۔(25:69)

زنا کا مطلب ہے شادی سے باہر کوئی بھی ہم جنس پرست جنسی خواہ وہ شادی شدہ ہو یا نہیں۔ اس میں زنا اور زنا دونوں شامل ہیں۔

بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد (جب ان کی بدکاری ثابت ہو جائے تو) دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔ اور اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو شرع خدا (کے حکم) میں تمہیں ان پر ہرگز ترس نہ آئے۔ اور چاہیئے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو۔(24:2)

انگریزی میں کوئی اسکا ہم پلو لفظ نہیں ہے، لہذا "اڈلٹری" کا ترجمہ زنا کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ قتل، زنا اور بت پرستی گھناؤنے جرائم ہیں کیونکہ ان گناہ گار کو دوہری سزا ملے گی، خاص طور پر بت پرستی جو کہ نا قابل معافی گناہ ہے۔

حسد کرنا۔

کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں۔(7:33)

اپنے گناہوں کے لیے دوسروں پر الزام لگانا۔

اور جو شخص کوئی قصور یا گناہ تو خود کرے لیکن اس سے کسی بے گناہ کو مہتم کردے تو اس نے بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اپنے سر پر رکھا۔(4:112)

حلف توڑنا۔

اور اپنی قسموں کو آپس میں اس بات کا ذریعہ نہ بناؤ کہ (لوگوں کے) قدم جم چکنے کے بعد لڑ کھڑا جائیں اور اس وجہ سے کہ تم نے لوگوں کو خدا کے رستے سے روکا تم کو عقوبت کا مزہ چکھنا پڑے۔ اور بڑا سخت عذاب ملے۔(16:94)

جھوٹے عہد سے، آپ خدا کے خلاف ناراض ہوں گے کیونکہ انسان کی طرف سے انسان کو دیا گیا ہر عہد خدا سے عہد کے مترادف ہے۔ عہد کو توڑنا ناگزیر طور پر تمام باہمی اعتماد کے اور معاشرتی تانے بانے کے خاتمے کا باعث بنتا ہے۔

غصہ

اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو خدا کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔(41:36)

مومنوں پر ظلم۔

جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو تکلیفیں دیں اور توبہ نہ کی ان کو دوزخ کا (اور) عذاب بھی ہو گا اور جلنے کا عذاب بھی ہو گا۔(85:10)

جانوروں پر ظلم۔

اگرچہ جانوروں پر ظلم کا کوئی براہ راست قرآنی حوالہ نہیں ہے، نبی ﷺ کی روایات نے واضح کیا ہے کہ جو لوگ جانوروں پر ظلم کرتے ہیں وہ ابدی زندگی میں عذاب کا مزہ چکھیں گے۔ قبیلہ ثمود اور صالح نبی کی کہانی میں، اونٹ کے ساتھ ظالمانہ سلوک کیا گیا جس کے نتیجے میں قبیلہ ثمود کی تباہی ہوئی۔

سماجی گناہ

بے بنیاد افواہیں پھیلانا۔

مومنو! اگر کوئی بدکردار تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو) مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو۔ پھر تم کو اپنے کئے پر نادم ہونا پڑے۔(49:6)

اور جان رکھو کہ تم میں خدا کے پیغمبر ﷺ ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں وہ تمہارا کہا مان لیا کریں تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن خدا نے تم کو ایمان عزیز بنا دیا اور اس کو تمہارے دلوں میں سجا دیا اور کفر اور گناہ اور نافرمانی سے تم کو بیزار کر دیا۔ یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں۔(49:7)

بہتان۔

اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی یعنی (تہمت بدکاری کی خبر) پھیلے ان کو دنیا اور آخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہو گا۔ اور خدا جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(24:19)

ریاکاری۔

جو صغیرہ گناہوں کے سوا بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے اجتناب کرتے ہیں۔ بے شک تمہارا پروردگار بڑی بخشش والا ہے۔ وہ تم کو خوب جانتا ہے۔ جب اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں بچّے تھے۔ تو اپنے آپ کو پاک صاف نہ جتاؤ۔ جو پرہیز گار ہے وہ اس سے خوب واقف ہے۔(53:32)

بدنامی، گستاخی، جاسوسی اور غیبت نہ کریں۔

مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔(49:11)

اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔ (تو غیبت نہ کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔(49:12)

سازش اور طنز کرنا

ان لوگوں کی بہت سی مشورتیں اچھی نہیں ہاں (اس شخص کی مشورت اچھی ہو سکتی ہے) جو خیرات یا نیک بات یا لوگوں میں صلح کرنے کو کہے اور جو ایسے کام خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرے گا تو ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔(4:114)

اگرچہ، اس حوالہ میں کہے گئے "خفیہمشورے" کا تعلق ان پیغمبروں اور ان کے پیروکاروں کے خلاف ان کے بعض کافر ہم عصروں کیسازشوں سے ہے، یہ حوالہ ہر وقت کے لیے درست ہے۔

عمومی غیر سماجی طرز عمل۔

اور کسی ایسے شخص کے کہے میں نہ آجانا جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل اوقات ہے۔(68:10)

طعن آمیز اشارتیں کرنے والا چغلیاں لئے پھرنے والا۔(68:11)

مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھا ہوا بدکار۔(68:12)

مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھا ہوا بدکار۔(68:13)

(حکم ہوگا کہ) ہر سرکش ناشکرے کو دوزخ میں ڈال دو۔(50:24)

جو مال میں بخل کرنے والا حد سے بڑھنے والا شبہے نکالنے والا تھا۔(50:25)

جس نے خدا کے ساتھ اور معبود مقرر کر رکھے تھے۔ تو اس کو سخت عذاب میں ڈال دو۔(50:26)

اس کا ساتھی (شیطان) کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ آپ ہی رستے سے دور بھٹکا ہوا تھا۔(50:27)

(خدا) فرمائے گا کہ ہمارے حضور میں رد وکد نہ کرو۔ ہم تمہارے پاس پہلے ہی (عذاب کی) وعید بھیج چکے تھے۔(50:28)

ہمارے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور ہم بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتے۔(50:29)

کرپٹ اور جابر لیڈر۔

الزام تو ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کو تکلیف دینے والا عذاب ہوگا۔(42:42)

اور تم ان کو دیکھو گے کہ دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے ذلت سے عاجزی کرتے ہوئے چھپی (اور نیچی) نگاہ سے دیکھ رہے ہوں گے۔ اور مومن لوگ کہیں گے کہ خسارہ اٹھانے والے تو وہ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو خسارے میں ڈالا۔ دیکھو کہ بے انصاف لوگ ہمیشہ کے دکھ میں (پڑے) رہیں گے۔(42:45)

فرقہ واریت

جن لوگوں نے اپنے دین میں (بہت سے) رستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے ان سے تم کو کچھ کام نہیں ان کا کام خدا کے حوالے پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو (سب) بتائے گا۔(6:159)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام بین آنے کے بعد ایک دوسرے سے (خلاف و) اختلاف کرنے لگے یہ وہ لوگ ہیں جن کو قیامت کے دن بڑا عذاب ہو گا۔(3:105)

بائبل کے پیروکار یہودی اور عیسائی بن گئے - توحید پرست مذہب کے فرقے - اور یہ بڑے فرقے، چھوٹے فرقوں میں بھی تقسیم ہو گئے۔ اسی طرح، قرآن کے پیروکار، مسلمان، مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، حالانکہ تینوں برادریوں کا قرآن میں مشترکہ عقیدہ کا ذریعہ ہے۔

قبائلی پرستی، قوم پرستی، اور زبان پرستی۔

اے اہل ایمان! اگر تمہارے (ماں) باپ اور (بہن) بھائی ایمان کے مقابل کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی نہ رکھو۔ اور جو ان سے دوستی رکھیں گے وہ ظالم ہیں۔(9:24)

حیثیت، دولت اور قبیلے میں فرق کو تسلیم کرتے ہوئے، قرآن خدا کے سامنے تمام مومنوں کے اتحاد اور مساوات کا درس دیتا ہے۔ اس میں یہودی، عیسائی، مسلمان اور دیگر توحید پرست عقائد کے پیروکار شامل ہیں۔ مشترکہ عقیدہ برادری کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑتا ہے نہ کہ قبیلہ اور خاندان۔

مذکورہ بالا حوالہ رشتہ داری اور قومی وابستگی کے تعلقات کو رد کرتا ہے، جسے "آپ کے قبیلے" کی اصطلاح میں بیان کیا گیا ہے، جو معاشرتی رویے کے فیصلہ کن عوامل ہیں۔ یہ کمیونٹیوں کے ناگزیر زوال کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے، جو اخلاقی اقدار پر ذاتی مفاد کو اہمیت دیتے ہیں۔

دولت کی پوجا۔

جو شخص دنیا (کی آسودگی) کا خواہشمند ہو تو ہم اس میں سے جسے چاہتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں جلد دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے لئے جہنم کو (ٹھکانا) مقرر کر رکھا ہے۔ جس میں وہ نفرین سن کر اور (درگاہ خدا سے) راندہ ہو کر داخل ہو گا۔(17:18)

اس سبب سے کہ مال اور بیٹے رکھتا ہے۔(68:14)

جب اس کو ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔(68:15)

ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔(68:16)

مادیت پسند ذہن میں نیکوکاری کا معیار مال اور اولاد یا بیٹوں کی شکل میں مادی کامیابی کی علامتیں ہیں۔ یہ بدکار سمجھتے ہیں کہ ان کی مادی کامیابی ان کی راستبازی کا ثبوت ہے، اس لیے مزید رہنمائی کی ضرورت نہیں انہیں۔ ہم اسے ناقابل تسخیر رسوائی سے بدنام کریں گے۔

وراثت کے قوانین کو مسترد کرنا۔

(یہ تمام احکام) خدا کی حدیں ہیں۔ اور جو شخص خدا اور اس کے پیغمبر کی فرمانبرداری کرے گا خدا اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن میں نہریں بہہ رہی ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔(4:13)

اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے نکل جائے گا اس کو خدا دوزخ میں ڈالے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور اس کو ذلت کا عذاب ہو گا۔(4:14)

وراثت کے قوانین کو توڑنے پر سخت سزا دینے کا وعدہ کیا گیا ہے، جیسے کہ خواتینیا کمزور خاندان کے افراد کو ان کی وراثت سے محروم کرنا، بہت سے اسلامی معاشروں میں ایک وسیع پیمانے پر رواج ہے۔

صدقہ کیے بغیر دولت جمع کرنا۔

(لیکن) ایسا ہر گز نہیں ہو گا وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے

کھال ادھیڑ ڈالنے والی۔(70:15)(70:16)

ان لوگوں کو اپنی طرف بلائے گی جنہوں نے (دین حق سے) اعراض کیا۔(70:17)

اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا۔(70:18)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قبروں سے) اس طرح (حواس باختہ) اٹھیں گے جیسے کسی کو جن نے لپٹ کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ وہ کہتے ہیں کہ سودا بیچنا بھی تو (نفع کے لحاظ سے) ویسا ہی ہے جیسے سود (لینا) حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ تو جس شخص کے پاس خدا کی نصیحت پہنچی اور وہ (سود لینے سے) باز آگیا تو جو پہلے ہو چکا وہ اس کا۔ اور (قیامت میں) اس کا معاملہ خدا کے سپرد اور جو پھر لینے لگا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں (جلتے) رہیں گے۔(2:275)

مذہبی رہنماؤں کی دولت کی ہوس۔

مومنو! اہل کتاب کے) بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے اور (ان کو) راہ خدا سے روکتے ہیں۔ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو خدا کے رستے میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کو اس دن عذاب الیم کی خبر سنا دو۔(9:34)

جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا۔ پھر اس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) کہ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔(9:35)

اوپر یہودی، عیسائی، اور مسلم مذہبی رہنماؤں اور برادریوں کی دولت اور ان کے اس دولت کے غلط استعمال کا حوالہ دیا گیا ہے، یا کوئی بھی جو اپنی دولت کو نیک کاموں پر خرچ کیے بغیر ذخیرہ کرتا ہے۔

10

گناہ کرنا، مہلت ملنا، اور ناراض گنہگاروں کی قسمت

انسان کمزور بنایا گیا ہے اور اس لیے وہ گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے، لیکن خدا فضل اور رحم کے قانون کو ترجیع دیتا ہے" اور، اس کے نتیجے میں، گنہگاروں کو ان کے تمام حالات کو مد نظر رکھے بغیر سزا نہیں دیتا۔

تمام لوگوں کی زندگی کی مدت خدا کی طرف سے مقرر ہے، جس کے دوران ان کو مہلت دی گئیکہ وہ رہنمائی کو قبول کرنے یا رد کرنے کی آزادی رکھتے ہیں۔ اللہ ہمیشہ گنہگاروں کو زمین پر اپنی زندگی میں مہلت دیتا ہے، جس کے دوران وہ سوچ سکتے ہیں، توبہ کر سکتے ہیں اور اپنے طریقوں کو ٹھیک کر سکتے ہیں۔

گناہ اور توبہ کی مہلت۔

اور اگر خدا لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ طلب خیر میں جلدی کرتے ہیں۔ تو ان کی (عمر کی) میعاد پوری ہو چکی ہوتی سو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں انہیں ہم چھوڑے رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں۔ (10:11)

" وقت کی حد" زمین پر گنہگاروں کی زندگی کے خاتمے کی علامت ہے۔

" واپسی کا کوئی راستہ نہیں".

اگر گناہوں کی سزا فوری ہو تو کیا ہو گا؟

اور اگر ایک بات تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے صادر اور (جزائے اعمال کے لئے) ایک میعاد مقرر نہ ہو چکی ہوتی تو (نزول) عذاب لازم ہو جاتا۔ (20:129)

پس جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کیا کرو۔ اور رات کی ساعات (اولین) میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف (یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی) تاکہ تم خوش ہو جاؤ۔ (20:130)

اور تمہارا پروردگار بخشنے والا صاحب رحمت ہے۔ اگر وہ ان کے کرتوتوں پر ان کو پکڑنے لگے تو ان پر جھٹ عذاب بھیج دے۔ مگر ان کے لئے ایک وقت (مقرر کر رکھا) ہے کہ اس کے عذاب سے کوئی پناہ کی جگہ نہ پائیں گے۔ (18:58)

اور یہ بستیاں (جو ویران پڑی ہیں) جب انہوں نے (کفر سے) ظلم کیا تو ہم نے ان کو تباہ کر دیا۔ اور ان کی تباہی کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا تھا۔ (18:59)

اور اگر خدا لوگوں کو ان کے ظلم کے سبب پکڑنے لگے تو ایک جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے لیکن ان کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیئے جاتا ہے۔ جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی نہ پیچھے رہ سکتے ہیں نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔- (16:61)

قیامت سے پہلے مہلت دینا۔

اور ہر ایک فرقے کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ آجاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی۔ (7:34)

خدا انہیں لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو نادانی سے بری حرکت کر بیٹھے ہیں۔ پھر جلد توبہ قبول کر لیتے ہیں پس ایسے لوگوں پر خدا مہربانی کرتا ہے۔ اور وہ سب کچھ جانتا (اور) حکمت والا ہے۔ (4:17)

اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) برے کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی موت آموجود ہو تو اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی (توبہ قبول ہوتیہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔(4:18)

عربی زبان میں، "گھنٹہ" کی اصطلاح محض فلکیاتی گھنٹہ کی نشاندہی نہیں کرتی-یعنی شمسی دن کا چوبیسواں حصہ -بلکہ "وقت بھی" قطعی معنوں میں استعمال نہیں ہوا، یہ اس کا کوئی حصہ ہے، خواہ بڑا ہو یا چھوٹا. مندرجہ بالا سیاق وسباق میں، یہ "وقت کا کم از کم حصہ "یا" ایک لمحہ "کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

توبہ نہ کرنے والے گنہگاروں کی قسمت

اس زندگی میں سزا۔

اور ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی جو (ساری عمر) برے کام کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی موت آموجود ہو تو اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ایسے لوگوں کے لئے ہم نے عذاب الیم تیار کر رکھا ہے۔(39:25)

پھر ان کو خدا نے دنیا کی زندگی میں رسوائی کا مزہ چکھا دیا۔ اور آخرت کا عذاب تو بہت بڑا ہے۔ کاش یہ سمجھ رکھتے۔(39:26)

غیر معمولی حالات میں، بعض اوقات خدا گناہ گار کو اس زندگی میں سزا دینے کا انتخاب کرتا ہے، لیکن عام طور پر، خدا گنہگاروں کو ان کی زندگی میں توبہ کی مہلت دیتا ہے۔

اپنے خلاف گناہ کرنا۔

کیا یہ (کافر) اس بات کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس (جان نکالنے) آئیں یا تمہارے پروردگار کا حکم (عذاب) آپہنچے۔ اسی طرح اُن لوگوں نے کیا تھا جو اُن سے پہلے تھے اور خدا نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔(16:33)

تو ان کو ان کے اعمال کے برے بدلے ملے اور جس چیز کے ساتھ وہ ٹھٹھے کیا کرتے تھے اس نے ان کو (ہر طرف سے) گھیر لیا۔(16:34)

قرآن یہاں بتاتا ہے کہ یہ "عذاب" یا "مصیبت" جان بوجھ کر غلط کام کرنے کا ناگزیر نتیجہ ہے۔ لہذا، جو شخص اس کا مجرم بن جاتا ہے، حقیقت میں، "اپنے آپ پر ظلم کرتا" یا "اپنے خلاف گناہ کرتا" ہے کیونکہ وہ اپنی روحانی سالمیت کو تباہ کر دیتا ہے اور اس کے بعد اسے اس کے لیے نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

اسی طرح کے جملے قرآن میں بہت سی جگہوں پر ملتے ہیں، ہمیشہ خدائی پیغامات کی تضحیک کے حوالے سے، اور خاص طور پر خدا کی طرف سے ملامت گنہگاروں کے عذاب سے متعلق پیش گوئیوں کے حوالے سے۔

ایک غیر تائب گنہگار کی موت۔

اور موت کی بے ہوشی حقیقت کھولنے کو طاری ہو گئی۔ (اے انسان) یہی (وہ حالت) ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔(50:19)

کافر خود غرور اور تکبر کی وجہ سے اپنے آپ کو خدا کے سامنے عاجز نہیں کریں گے اور اس طرح گناہوں کے بوجھ کو کم کرنے کا موقع ضائع کر دیں گے۔ جو لوگ گناہوں میں کھو گئے اور توبہ کرنے میں ناکام رہے وہ اپنی روح کی صفائی کے عمل سے گزریں گے یعنی گناہوں کے برابر سزا ملے گی انہیں۔

.

ان کی روحانی سزا موت کے فوراً بعد عذاب قبر کی شکل میں شروع ہو گی۔ قیامت کے دن، کائنات کی تباہی کے بعد اور مردوں کے جی اٹھنے کے بعد مزید سزا، ان کی منتظر ہے۔

پس ان کو چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ روز جس میں وہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے، سامنے آجائے۔(52:45)

جس دن ان کا کوئی داؤں کچھ بھی کام نہ آئے اور نہ ان کو (کہیں سے) مدد ہی ملے۔(52:46)

توبہ کی اہمیت، بوقتِ موت

دیکھو جب جان گلے تک پہنچ جائے۔(75:26)

اور لوگ کہنے لگیں (اس وقت) کون جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔(75:27)

اور اس (جان بلب) نے سمجھا کہ اب سب سے جدائی ہے۔(75:28)

اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے۔(75:29)

اس دن تجھ کو اپنے پروردگار کی طرف چلنا ہے۔(75:30)

تو اس (ناعاقبت) اندیش نے نہ تو (کلام خدا) کی تصدیق کی نہ نماز پڑھی۔(75:31)

بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔(75:32)

پھر اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا۔(75:33)

افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس ہے۔(75:4)

پھر افسوس ہے تجھ پر پھر افسوس ہے-(75:35)

کیا انسان خیال کرتا ہے کہ یوں ہی چھوڑ دیا جائے گا؟(75:36)

وہ متکبر عقیدے کی طرف لوٹ آیا، جس کی جڑیں اپنے معاشرتی ماحول کے مادیت پر مبنی ہیں، کہ انسان خود کفیل ہے اور اس لیے کسی الہی رہنمائی کا محتاج نہیں ہے۔

وہ یہ نہیں سوچتا کہ اسے اپنے اعمال کا اخلاقی طور پر ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا۔

آخرت کے وجود کا احساس ,موت کے قریب

تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ ان کو ان کے نصیب کا لکھا ملتا ہی رہے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) جان نکالنے آئیں گے تو کہیں گے کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ (اب) کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے (معلوم نہیں) کہ وہ ہم سے (کہاں) غائب ہوگئے اور اقرار کریں گے کہ بے شک وہ کافر تھے۔(7:37)

(یہ لوگ اسی طرح غفلت میں رہیں گے) یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے گی تو کہے گا کہ اے پروردگار! مجھے پھر (دنیا میں) واپس بھیج دے۔(23:99)

تاکہ میں اس میں جسے چھوڑ آیا ہوں نیک کام کیا کروں۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ وہ اسے زبان سے کہہ رہا ہو گا (اور اس کے ساتھ عمل نہیں ہو گا) اور اس کے پیچھے برزخ ہے (جہاں وہ) اس دن تک رہیں گے کہ (دوبارہ) اٹھائے جائیں گے۔(23:100)

وہ اپنی زندگی میں، دوسرے تمام لوگوں کی طرح، خدا کے ابدی فرمان کے مطابق ان کے لیے تمام اچھی یا بری قسمت ہوگی، یہاں تک کہ موت کے فرشتے آپہنچیں گے۔

عذاب قبر

فرشتے ان کے چہروں اور پیٹھ پر ضربیں کرتے ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے (ف۱۹۰) یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اسے کچھ وحی نہ ہوئی (ف۱۹۱) اور جو کہے ابھی میں اُتار تا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اُتارا (ف۱۹۲) اور کبھی تم دیکھوں جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہیں اور فرشتے ہاتھ پھیلاتے ہوئے ہیں (ف۱۹۳) کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس کا کہ اللہ پر جھوٹ لگاتے تھے (ف۱۹۴) اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے

اور کاش تم اس وقت (کی کیفیت) دیکھو۔ جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے وغیرہ) مارتے (ہیں اور کہتے ہیں) کہ (اب) عذاب آتش (کا مزہ) چکھو۔(8:50)(8:51)
یہ ان (اعمال) کی سزا ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔ اور یہ (جان رکھو) کہ خدا بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔(8:50)(8:51)

تو اُس وقت (ان کا) کیسا (حال) ہو گا جب فرشتے ان کی جان نکالیں گے اور ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارتے جائیں گے۔(47:27)
یہ اس لئے کہ جس چیز سے خدا ناخوش ہے یہ اس کے پیچھے چلے اور اس کی خوشنودی کو اچھا نہ سمجھے تو اُس نے بھی ان کے عملوں کو برباد کر دیا۔(47:28)
گنہگاروں کے چہروں اور کمروں کو پیٹنا ان کی آنے والی زندگی میں مصائب کا ایک استعارہ ہے، اسکے نتیجے میں کہ وہ اس دنیا میں زندہ رہتے ہوئے سچ سے انکار کر چکے ہیں۔ قبر کے عذاب پہلے سے طے شدہ اور حتمی نتائج کی پیش گوئی کرتے ہیں تاہم، یہ حتمی فیصلہ نہیں ہے جو کائنات کی تباہی اور تمام انسانوں کے بعد جی اٹھنے کے بعد ہو گا۔

11

غیر نادم گناہگاروں کے لیے قیامت کے دن کے عذاب

آخرت میں اانسان کی قسمت اس کے روحانی رویے اور اس کے دورانِ زندگی کے اعمال کا نتیجہ ہو گی۔ آنے والی زندگی میں دائمی سزا کا شکار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس شک میں کھو گئے تھے کہ تمام اخلاقی تقاضے انہیں ان چیزوں سے محروم کرتے تھے جو وہ اس دنیاوی زندگیمیں جائز فوائد سمجھتے تھے۔

قیامت تک فیصلے میں تاخیر کیوں؟

موت کے فورا بعد فیصلہ کیوں نہیں ہوتا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص دوسروں کو صحیح راستے کی طرف بلاتا ہے اس کو ان سب کے مشترکہ نیکیوں کے برابر (ان کے ثواب میں بغیر کمی کیے) تا قیامت ثواب ملے گا۔ اسی طرح جو شخص دوسروں کو برے راستے کی طرف بلاتا ہے اس کو ان سب کے مشترکہ گناہوں کے برابر (ان کے گناہ میں بغیر کمی کیے) تا قیامتگناہ ملے گا۔ انسان کے اس دنیا میں اعمال دونوں اچھے اور برے جمع ہوتے رہے گے اور بجائے اس کی موت کے بعد، قیامت والے دن اس کا فیصلہ ہو گا۔

مارے خوف کے سکڑ جاؤ اور اب راہِ فرار بھی نہیں ہے۔

اور کاش تم دیکھو جب یہ گھبرا جائیں گے تو (عذاب سے) بچ نہیں سکیں گے اور نزدیک ہی سے پکڑ لئے جائیں گے۔(34:51)

اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) اتنی دور سے ان کا ہاتھ ایمان کے لینے کو کیونکر پہنچ سکتا ہے۔(34:52)

اور پہلے تو اس سے انکار کرتے رہے اور بن دیکھے دور ہی سے (ظن کے) تیر چلاتے رہے۔(34:53)

اور ان میں اور ان کی خواہش کی چیزوں میں پردہ حائل کر دیا گیا جیسا کہ پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا وہ بھی الجھن میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے تھے۔(34:54)

" قریب سے پکڑا گیا" کا مطلب انکا اپنے اندر سے ہے کیونکہ ان گناہوں کے بوجھ کی وجہ سے، جو وہ اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ اپنی ماضی کی بری زندگی اور موت کے بعد زندگی سے انکار کیوجہ سے نجات حاصل کرنے سے قاصر ہوں گے۔ "دور سے" سے مراد زمین پر ان کیماضی کی بری زندگی ہے۔

اس دن کوئی امید یا سہارہ نہیں ہو گا۔

اور کافر لوگ ہمیشہ اس سے شک میں رہیں گے یہاں تک کہ قیامت ان پر ناگہاں آجائے یا ایک نامبارک دن کا عذاب ان پر واقع ہو۔(22:55)

اور (مومنو) مت خیال کرنا کہ یہ ظالم جو عمل کر رہے ہیں خدا ان سے بے خبر ہے۔ وہ ان کو اس دن تک مہلت دے رہا ہے جب کہ (دہشت کے سبب) آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔(14:42)

ندامت کا دن۔

اس دن سچی بادشاہی خدا ہی کی ہو گی۔ اور وہ دن کافروں پر (سخت) مشکل ہو گا۔(25:26)

اور جس دن (ناعاقبت اندیش) ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے گا (اور کہے گا) کہ اے کاش میں نے پیغمبر کے ساتھ رشتہ اختیار کیا ہوتا۔(25:27)

ہائے شامت کاش میں نے فلاں شخص کو دوست نہ بنایا ہوتا۔(25:28)

اس نے مجھ کو (کتاب) نصیحت کے میرے پاس آنے کے بعد بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو وقت پر دغا دینے والا ہے۔(25:29)

پچھلی زندگی کا افسوس اور دوسرے موقع کی درخواست۔

اور اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آجائے اور تم کو خبر بھی نہ ہو اس نہایت اچھی (کتاب) کی جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوئی ہے پیروی کرو۔(39:55)

کہ (مبادا اس وقت) کوئی متنفس کہنے لگے کہ (ہائے ہائے) اس تقصیر پر افسوس ہے جو میں نے خدا کے حق میں کی اور میں تو ہنسی ہی کرتا رہا۔(39:56)

یا یہ کہنے لگے کہ اگر خدا مجھ کو ہدایت دیتا تو میں بھی پرہیز گاروں میں ہوتا۔(39:57)

یا جب عذاب دیکھ لے تو کہنے لگے کہ اگر مجھے پھر ایک دفعہ دنیا میں جانا ہو تو میں نیکوکاروں میں ہو جاؤں۔(39:58)

(خدا فرمائے گا) کیوں نہیں میری آیتیں تیرے پاس پہنچ گئی ہیں مگر تو نے ان کو جھٹلایا اور شیخی میں آگیا اور تو کافر بن گیا۔(39:59)

جہالت اور بدحالی۔

پھر وہ ان کو قیامت کے دن بھی ذلیل کرے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم جھگڑا کرتے تھے۔ جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا وہ کہیں گے کہ آج کافروں کی رسوائی اور برائی ہے۔(16:27)

) ان کا حال یہ ہے کہ) جب فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے لگتے ہیں (اور یہ) اپنے ہی حق میں ظلم کرنے والے (ہوتے ہیں) تو مطیع و منقاد ہو جاتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم کوئی برا کام نہیں کرتے تھے۔ ہاں جو کچھ تم کیا کرتے تھے خدا اسے خوب جانتا ہے۔(16:28)

خدا ان کو ذلت یا رسوائی سے ڈھانپ لے گا کیونکہ صرف قیامت کے دن ان کو ان کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (3: 185)

"علم سے مالامال" وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو اچھائی اور برائی کے علم سے فائدہ اٹھایا، جو خدا اپنے نبیوں کے ذریعے انسانوں کو دیتا ہے۔

دوبارہ پیدائش اور موت۔

جن لوگوں نے کفر کیا ان سے پکار کر کہہ دیا جائے گا کہ جب تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے اور مانتے نہیں تھے تو خدا اس سے کہیں زیادہ بیزار ہوتا تھا جس قدر تم اپنے آپ سے بیزار ہو رہے ہو۔(40:10)

وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہم کو دو دفعہ بے جان کیا اور دو دفعہ جان بخشی۔ ہم کو اپنے گناہوں کا اقرار ہے تو کیا نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟(40-11)

یہ اس لئے کہ جب تنہا خدا کو پکارا جاتا تھا تو تم انکار کر دیتے تھے۔ اور اگر اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جاتا تھا تو تسلیم کر لیتے تھے تو حکم تو خدا ہی کا ہے جو (سب سے) اوپر اور (سب سے) بڑا ہے۔(40:12)

اس کا تعلق اس گناہ گار کے اپنے ماضی کے گناہوں کو تاخیر سے محسوس کرنے پر خود سے نفرت کے احساس سے ہے: "آپ نے ہمیں زمین پر زندہ کیا، اور پھر ہمیں موت دی۔ اس کے بعد آپ نے ہمیں دوبارہ زندہ کیا، اور اب زمین پر ہماری جان بوجھ کر روحانی اندھاپن کے نتیجے میں ہمیں روحانی موت کی سزا دی۔

ان گنہگاروں سے "خدا کی نفرت" ان کے مسترد ہونے کا ایک استعارہ ہے، جیسا کہ اس کی مذمت کے معنی میں "خدا کا غضب" کا اظہار استعاراتی استعمال کی طرح ہے۔

خسارے اور جزا کا دن۔

جس دن وہ تم کو اکٹھا ہونے (یعنی قیامت) کے دن اکٹھا کرے گا وہ نقصان اٹھانے کا دن ہے۔ اور جو شخص خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور باغہائے بہشت میں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں داخل کرے گا۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔(65:9)

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔(52:11)

جو خوض (باطل) میں پڑے کھیل رہے ہیں۔(52:12)

مگر (لوگو) تم دنیا کو دوست رکھتے ہو۔(75:20)

جس شخص نے کفر کیا تو اس کے کفر کا ضرر اُسی کو ہے اور جس نے نیک عمل کئے تو ایسے لوگ اپنے ہی لئے آرام گاہ درست کرتے ہیں۔(30:44)

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو خدا اپنے فضل سے بدلہ دے گا۔ بیشک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔(30:45)

گنہگاروں کے اچھے اعمال ان کے برے کاموں کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہوں گے۔

آخرت میں اندھاپن۔

اور جو میری نصیحت سے منہ پھیرے گا اس کی زندگی تنگ ہو جائے گی اور قیامت کو ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔(20:124)

وہ کہے گا میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا میں تو دیکھتا بھالتا تھا۔(20:125)

خدا فرمائے گا کہ ایسا ہی (چاہیئے تھا) تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو بھلا دیا۔ اسی طرح آج ہم تجھ کو بھلا دیں گے۔(20:126)

اور جو شخص حد سے نکل جائے اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لائے ہم اس کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیر رہنے والا ہے۔(20-127)

اور جو شخص اس (دنیا) میں اندھا ہو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور (نجات کے) رستے سے بہت دور۔(17:72)

اس حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کی آخرت میں زندگی نہ صرف زمین پر اس کے طرز زندگی سے مشروط ہے بلکہ بعد کی توسیع بھی ہے۔ تنگ دائرے کی زندگی روحانی طور پر کھوکھلی ہے، بغیر کسی حقیقی معنی یا مقصد کے، اور جیسا کہ بعد کی شق میں اشارہ کیا گیا ہے، آخرت میں ان کے دکھوں کا باعث بنے گی۔

مزید کوئی مہلت نہیں۔

اور لوگوں کو اس دن سے آگاہ کر دو جب ان پر عذاب آ جائے گا تب ظالم لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں تھوڑی سی مدت مہلت عطا کر۔ تاکہ تیری دعوت (توحید) قبول کریں اور (تیرے) پیغمبروں کے پیچھے چلیں (تو جواب ملے گا) کیا تم پہلے قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ تم کو (اس حال سے جس میں تم ہو) زوال (اور قیامت کو حساب اعمال) نہیں ہو گا۔(14:44)

اور جو لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے تم ان کے مکانوں میں رہتے تھے اور تم پر ظاہر ہو چکا تھا کہ ہم نے ان لوگوں کے ساتھ کس طرح (کا معاملہ) کیا تھا اور تمہارے (سمجھانے) کے لیے مثالیں بیان کر دی تھیں۔(14:45)

خدا ظالموں کو ان کی زندگی بھر کی مہلت دیتا ہے۔ یہاں جن ظالموں کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ وہ ہیں جو اس یقین میں مبتلا ہیں کہ دوسری طاقتیں ہیں جو خدا کا مقابلہ کر سکتی ہیں، اور اس طرح بت پرستی کا ناقابل معافی گناہ کرتے ہیں وہ۔

وہ ایک ہی زمین پر، اور بنیادی طور پر وہی انسانی ماحول میں رہتے تھے جیسا کہ ان کی سابقہ نسلیں رہتی تھیں۔ جو تمام اخلاقی اقدار کے خلاف تھے اور اس طرح خود پر تباہی لائیں ان کی المناک قسمت ان کے لیے انتباہ ہونا چاہیے تھا۔

سابقہ نسلوں کی کہانیوں جن میں فرعون، اسرائیل کی غلامی، نوح کا قبیلہ عاد و ثمود کا قبیلہ اور دوسری تمام اقوام کی کہانیاں جنہوں نے مذہب کو ٹھکرایا، عرب ان سے اچھی طرح واقف تھے۔

وہی آسمان سے زمین تک (کے) ہر کام کا انتظام کرتا ہے۔ پھر وہ ایک روز جس کی مقدار تمہارے شمار کے مطابق ہزار برس ہوگی۔ اس کی طرف صعود (اور رجوع) کرے گا۔(32:5)

قیامت کا دن لامتناہی محسوس ہوگا۔ ہزار سال کا-ان کے لیے جنکا فیصلہ کیا جائے ہے۔ قدیم عربی محاورہ میں، ایک دن جو تکلیف دہ ہوتا ہے اسے "طویل" کے طور پر بیان کیا جاتا ہے، جس طرح خوشی کے دن کو "مختصر" کہا جاتا ہے۔

مصائب کے لیے تاوان کی پیشکش۔

اور تم سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا یہ سچ ہے۔ کہہ دو ہاں خدا کی قسم سچ ہے اور تم (بھاگ کر خدا کو) عاجز نہیں کر سکو گے۔(10:53)

اور اگر ہر ایک نافرمان شخص کے پاس روئے زمین کی تمام چیزیں ہوں تو (عذاب سے بچنے کے) بدلے میں (سب) دے ڈالے اور جب وہ عذاب کو دیکھیں گے تو (پچھتائیں گے اور) ندامت کو چھپائیں گے۔ اور ان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور (کسی طرح کا) ان پر ظلم نہیں ہوگا۔(10:54)

سن رکھو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور یہ بھی سن رکھو کہ خدا کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔(10:55)

مذکورہ بالا جملے کو "ان کے پچھتاوے کا اظہار کرنے سے قاصر" کو ایک غیر ارادی رازداری کے معنی میں سمجھا جانا چاہیے جو کہ گنہگاروں کے اپنے پچھتاوے کے مکمل اظہار کرنے سے قاصر ہونے کے متعلق ہے۔

زمین کے خزانوں سے دوگنا مال کی پیشکش۔

اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب (مال ومتاع) ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اسی قدر اور ہو تو قیامت کے روز برے عذاب (سے مخلصی پانے) کے بدلے میں دے دیں۔ اور ان پر خدا کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا ان کو خیال بھی نہ تھا۔(39:47)

اور ان کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اُڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔(39:48)

مکمل مایوسی میں بطور تاوان خاندان کی پیشکش۔

ایک دوسرے کو سامنے دیکھ رہے ہوں گے (اس روز) گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے یعنی اپنے بیٹے اور اپنی بیوی اور اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین میں ہیں (غرض) سب (کچھ دے دے) اور اپنے تئیں عذاب سے چھڑا لے(70:11-14)

جب تک ممکن ہو قیامت کے دن سے بچنا چاہتے ہیں۔

جس دن ہر شخص اپنے اعمال کی نیکی کو موجود پالے گا اور ان کی برائی کو بھی (دیکھ لے گا) تو آرزو کرے گا کہ اے کاش اس میں اور اس برائی میں دور کی مسافت ہو جاتی اور خدا تم کو اپنے (غضب) سے ڈراتا ہے اور خدا اپنے بندوں پر نہایت مہربان ہے۔(3:30)

صاف پانی (سچ) پر گندگی (جھوٹ) کی مثال

اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے اپنے اپنے اندازے کے مطابق نالے بہہ نکلے پھر نالے پر پھولا ہوا جھاگ آ گیا۔ اور جس چیز کو زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لیے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ اس طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے۔ سو جھاگ تو سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے۔ اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے۔ اس طرح خدا (صحیح اور غلط کی) مثالیں بیان فرماتا ہے (تاکہ تم سمجھو۔(13:17)

جن لوگوں نے خدا کے حکم کو قبول کیا ان کی حالت بہت بہتر ہوگی۔ اور جنہوں نے اس کو قبول نہ کیا اگر روئے زمین کے سب خزانے ان کے اختیار میں ہوں تو وہ سب کے سب اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور (نجات کے) بدلے میں صرف کر ڈالیں (مگر نجات کہاں؟) ایسے لوگوں کا حساب بھی برا ہوگا۔ اور ان کا ٹھکانا بھی دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔(13:18)

بھلا جو شخص یہ جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے حق ہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو اندھا ہے اور سمجھتے تو وہی ہیں جو عقلمند ہیں۔(13:19)

.گندگی جھوٹ کی نمائندگی کرتی ہے، اور صاف پانی سچ کی۔ سیلاب اور بدبودار معدنیات کی گندگی، بیکار ردی کے طور پر گزر جاتے ہیں، جبکہ جو پانی اور معدنیات بنی نوع انسان کے لئے استعمال ہوتا ہے وہ باقی رہتا ہے۔ اسی طرح، جھوٹ مٹ جاتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے، چاہے وہ کچھ اوقات میں سچ پر غالب کیوں نہ ہو۔ جبکہ سچ، دوسری طرف، قائم اور پائیدار رہے۔

سونا بطور تاوان۔

جو لوگ کافر ہوئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے وہ اگر (نجات حاصل کرنی چاہیں اور) بدلے میں زمین بھر کر سونا دیں تو ہرگز قبول نہ کیا جائے گا ان لوگوں کو دکھ دینے والا عذاب ہو گا اور ان کی کوئی مدد نہیں کرے گا۔(3:91)

دوستوں اور پیاروں سے علیحدگی۔

قیامت کے دن، گنہگار ناقابل تلافی طور پر ان سب سے جدا ہو جائیں گے جن سے وہ محبت کرتے تھے اور جو ان کے قریب تھے۔

نفس اور رشتہ داروں کو نقصان میں ڈالنا۔

تو تم اس کے سوا جس کی چاہو پرستش کرو۔ کہہ دو کہ نقصان اٹھانے والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے قیامت کے دن اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو نقصان میں ڈالا۔ دیکھو یہی صریح نقصان ہے۔(39:15)

" اپنے نفس کا نقصان" انسان کی حقیقی شناخت اور انفرادیت کی تباہی کی نشاندہی کرتا ہے، جو کہ سب سے واضح نقصان ہے جو انسان کو آنے والی زندگی میں بھگتنا پڑ سکتا ہے۔

جب کوئی انسانی مخلوق کسی کام نہیں آئے گی۔

اور تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟(82:17)

پھر تمہیں کیا معلوم کہ جزا کا دن کیسا ہے؟(82:18)

جس روز کوئی کسی کا بھلا نہ کر سکے گا اور حکم اس روز خدا ہی کا ہو گا۔(82:19)

اس بیان بازی کے سوال کی تکرار (آپکو کس چیز نے اسکا حامل بنایا) کا مطلب ہے کہ انسانی سوچ اور تصور اس کے جواب تک نہیں پہنچ سکتا۔ جسے قیامت کے دن کے طور پر بیان کیا گیا ہے وہ حقیقت میں سامنے آئے گا، جو ابھی تک ہمارے انسانی تجربے سے بالکل باہر ہے اور اسے تصوراتی طور پر نہیں سمجھا جا سکتا۔ صرف تشبیہ-اور اس کے بارے میں ہمارا جذباتی ردِ عمل ہمیں اس بات کا اندازہ دے سکتا ہے کہ یہ حقیقت کیا ہو سکتی ہے۔

جب والدین کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو اور اُس دن کا خوف کرو کہ نہ تو باپ اپنے بیٹے کے کچھ کام آئے۔ اور نہ بیٹا باپ کے کچھ کام آسکے۔ بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے پس دنیا کی زندگی تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے۔ اور نہ فریب دینے والا (شیطان) تمہیں خدا کے بارے میں کسی طرح کا فریب دے۔(31:33)

خدا ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی مینھ برساتا ہے۔ اور وہی (حاملہ کے) پیٹ کی چیزوں کو جانتا ہے (کہ نر ہے یا مادہ) اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کام کرے گا۔ اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اُسے موت آئے گی بیشک خدا ہی جاننے والا (اور) خبردار ہے۔(31:34)

غرور کی اصطلاح کا مطلب ہے ہر وہ چیز جو اخلاقی معنوں میں کسی بھی شخص کو دھوکہ دیتی ہے، چاہے وہ شیطان ہو، یا کوئی دوسرا انسان، یا ایک تصور، یا خواہش مند سوچ-مثال کے طور پر، خود فریبی کی توقع کہ خدا آپ کو معاف کر دے گا جبکہ آپ جان بوجھ کر گناہ کر رہے ہیں۔

جب دوست بے فائدہ ہو جائیں گے۔

کچھ شک نہیں کہ فیصلے کا دن ان سب (کے اُٹھنے) کا وقت ہے۔(44:40)

جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کو مدد ملے گی۔(44:41)

مگر جس پر خدا مہربانی کرے۔ وہ تو غالب اور مہربان ہے۔(44:42)

اور کوئی دوست کسی دوست کا پرسان نہ ہوگا۔(70:10)

ایک دوسرے کو سامنے دیکھ رہے ہوں گے (اس روز) گنہگار خواہش کرے گا کہ کسی طرح اس دن کے عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے یعنی اپنے بیٹے۔(70:11)

تو جب (قیامت کا) غل مچے گا۔(80:33)

اس دن آدمی اپنے بھائی سے دور بھاگے گا۔(80:34)

اور اپنی ماں اور اپنے باپ سے۔(80:35)

ہر شخص اس روز ایک فکر میں ہوگا جو اسے (مصروفیت کے لیے) بس کرے گا۔(80:36)

حتمی فیصلے سے کوئی فرار نہیں

عذاب ہلکا نہیں ہو گا۔

یہاں تک کہ جب ہم نے ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو پکڑ لیا تو وہ اس وقت چلائیں گے۔(23:64)

آج مت چلاؤ! تم کو ہم سے کچھ مدد نہیں ملے گی۔(23:65)

اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھ لیں گے تو پھر نہ تو اُن کے عذاب ہی میں تخفیف کی جائے گی اور نہ اُن کو مہلت ہی دی جائے گی۔(16:85)

یہاں بیان کردہ اصطلاح "کام کی طرف مصائب سے لے جانا" قیامتیانا گزیر معاشرتی بربادی کا حوالہ ہو سکتی ہے، جو غلط عقائد اور اعمال اس دنیا میں اپنے ساتھ لاتے ہیں۔

یہ لوگ زمین میں (کہیں بھاگ کر خدا کو) نہیں ہرا سکتے اور نہ خدا کے سوا کوئی ان کا حمایتی ہے۔(اے پیغمبر) ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا کیونکہ یہ (شدت کفر سے تمہاری بات) نہیں سن سکتے تھے اور نہ (تم کو) دیکھ سکتے تھے۔(11:20)

یہی ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اور جو کچھ وہ افتراء کیا کرتے تھے ان سے جاتا رہا۔(11:21)

بلاشبہ یہ لوگ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان پانے والے ہیں۔(11:22)

اے دونوں جماعتو! ہم عنقریب تمہاری طرف متوجہ ہوتے ہیں۔(55:31)

تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(55:32)

اے گروہِ جن وانس اگر تمہیں قدرت ہو کہ آسمان اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو نکل جاؤ۔ اور زور کے سوا تم نکل سکنے ہی کے نہیں۔(55:33)

اللہ کا عذاب گنہگاروں کو زمین پر انکی زندگی کے دوران ہو سکتا ہے پہنچے یا ہو سکتا نہیں۔ مگر یہ ان پر آخرت میں ضرور آئے گا۔

سفر کا اختتام۔

اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟(75:10)(75:11)(75:12)

بے شک کہیں پناہ نہیں۔(75:10)(75:11)(75:12)

اس روز پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے۔(75:10)(75:11)(75:12)

ہم ہی تو زندہ کرتے ہیں اور ہم ہی مارتے ہیں اور ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔(50:43)

12

غیر تائب گنہگاروں کا ریکارڈ

زمین انسان کے اعمال کی گواہی دیتی ہے۔

سورج کی قسم اور اس کی روشنی کی۔(99:1)

اور چاند کی جب اس کے پیچھے نکلے۔(99:2)

اور دن کی جب اُسے چمکا دے۔(99:3)

اور رات کی جب اُسے چھپا لے۔(99:4)

اور آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اسے بنایا۔(99:5)

اور جب اُن کے بارے میں (عذاب) کا وعدہ پورا ہو گا تو ہم اُن کے لئے زمین میں سے ایکجانور نکالیں گے جو ان سے بیان کر دے گا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں پر ایمان نہیں لاتے تھے۔(27:82)

بہت سی بے جان اشیاء ایک مختلف شناخت میں آئیں گی۔ زمین ان تمام المناک واقعات کو دوبارہ بیان کرنے کی صلاحیت حاصل کرے گی جسکیوجہ انسان تھا۔" مخلوق کی اصطلاح استعاراتی طور پر انسانوں کو بتاتی ہے کہ خاص طور پر مادیتی اقدار میں ان کا ڈوب جانا اور ان کی خود تباہی کا نتیجہ خدا پر ان کے عدم اعتماد کا نتیجہ ہے۔

اپنے خلاف چشم دید گواہ۔

اس روز نہ تو کسی انسان سے اس کے گناہوں کے بارے میں پرسش کی جائے گی اور نہ کسی جن سے۔(55:39)

بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے۔(75:14)

اگرچہ عذر و معذرت کرتا رہے۔(75:15)

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور جو کچھ یہ کرتے رہے تھے ان کے ہاتھ ہم سے بیان کر دیں گے اور ان کے پاؤں (اس کی) گواہی دیں گے۔(36:65)

(یعنی قیامت کے روز) جس دن ان کی زبانیں ہاتھ اور پاؤں سب ان کے کاموں کی گواہی دیں گے۔(24:24)

یہاں تک کہ جب اس کے پاس پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور آنکھیں اور چمڑے (یعنی دوسرے اعضا) ان کے خلاف ان کے اعمال کی شہادت دیں گے۔(41:20)

اور وہ اپنے چمڑوں (یعنی اعضا) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی؟ وہ کہیں گے کہ جس خدا نے سب چیزوں کو نطق بخشا اسی نے ہم کو بھی گویائی دی اور اسی نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔(41:21)

اور تم اس (بات کے خوف) سے تو پردہ نہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور چمڑے تمہارے خلاف شہادت دیں گے بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ خدا کو تمہارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔(41:22)

اور اس کا ہم نشین (فرشتہ) کہے گا کہ یہ (اعمال نامہ) میرے پاس حاضر ہے۔(50:23)

اس کا ساتھی (شیطان) کہے گا کہ اے ہمارے پروردگار میں نے اس کو گمراہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ آپ ہی رستے سے دور بھٹکا ہوا تھا۔(50:27)

(خدا) فرمائے گا کہ ہمارے حضور میں ردوکد نہ کرو۔ ہم تمہارے پاس پہلے ہی (عذاب کی) وعید بھیج چکے تھے۔(50:28)

ہمارے ہاں بات بدلا نہیں کرتی اور ہم بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتے۔(50:29)

"ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے" ان کے سابقہ اعمال اور رویوں کو معاف کرنے یا دفاع کرنے سے قاصر ہونے کا استعارہ ہے۔ اندرونی خواہشات اور انسان کی بنیادی خواہشات اسے بے لگام خود غرضی اور گناہ کی طرف لے جاتی ہیں۔

پردہ اٹھانا سے مراد ہے کہ وہ اپنے اعمال کو خود دیکھے گا۔۔ گنہگار کا بیدار اخلاقی شعور التجا کرے گا کہ وہ ہمیشہ کم و بیش شعور رکھتا تھا، اس خواہش اور بھوک کے بارے میں جس نے اسے بدکاری کی طرف دھکیل دیا۔ لیکن، جیسا کہ تسلسل میں دکھایا گیا ہے، یہ تاخیر اور اخلاقی طور پر غیر موثر دلیل انسان کے جرم کو کم نہیں کرتی۔

گنہگاروں کا بُرا اعمال نامہ۔

اور تم ہر ایک فرقے کو دیکھو گے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھا ہوگا۔ اور ہر ایک جماعت اپنی کتاب (اعمال) کی طرف بلائی جائے گی۔ جو کچھ تم کرتے رہے ہو آج تم کو اس کا بدلہ دیا جائے گا۔(45:28)

یہ ہماری کتاب تمہارے بارے میں سچ سچ بیان کردے گی۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے ہم لکھواتے جاتے ہیں۔(45:29)

اور جس کا نامہ (اعمال) اس کے بائیں ہاتھ میں یا دیا جائے گا وہ کہے گا اے کاش مجھ کو میرا (اعمال) نامہ نہ دیا جاتا۔(69:25)

اور مجھے معلوم نہ ہو کہ میرا حساب کیا ہے۔(69:26)

اے کاش موت (ابدالآباد کے لئے میرا کام) تمام کر چکی ہوتی۔(69:27)

آج) میرا مال میرے کچھ بھی کام نہ آیا۔(69:28)

(ہائے) میری سلطنت خاک میں مل گئی۔(69:29)

بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ وہ اپنی زمینی زندگی میں بدکار تھا۔ "آج، موت کے بعد زندگی کے تصورات اور الہی فیصلے کے خلاف جانے کی کوئی دلیل نہیں ہے اس کے پاس ہے۔"

بدکاروں کا ریکارڈ مستقل ان کے ساتھ رہے گا۔

سن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال سجّین میں ہیں۔(83:7)

اور تم کیا جانتے ہو کہ سجّین کیا چیز ہے؟(83:8)

ایک دفتر ہے لکھا ہوا۔(83:9)

اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔(83:10)

(83:11) یعنی) جو انصاف کے دن کو جھٹلاتے ہیں

اور اس کو جھٹلاتا وہی ہے جو حد سے نکل جانے والا گنہگار ہے۔(83:12)

جب اس کو ہماری آیتیں سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو اگلے لوگوں کے افسانے ہیں۔(83:13)

دیکھو یہ جو (اعمال بد) کرتے ہیں ان کا ان کے دلوں پر زنگ بیٹھ گیا ہے۔(83:14)

بے شک یہ لوگ اس روز اپنے پروردگار (کے دیدار) سے اوٹ میں ہوں گے۔(83:15)

پھر دوزخ میں جا داخل ہوں گے۔(83:16)

پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جس کو تم جھٹلاتے تھے۔(83:17)

اصطلاح سجین "جیل" کی علامت ہے۔ اس طرح، ایک گنہگار کے "ریکارڈ" کے لیے اس کے استعاراتیطور پر استعمال ہوئی ہے، گویا اس کے اعمال کو قید کر دیا گیا ہے، اب وہ ان سے بچ نہیں سکتا یا فرار ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے۔ اللہ کے سامنے حتمی ذمہ داری کا انکار- اور اس کے فیصلے سے انکار- ہمیشہ گناہ کرنے اور تمام اخلاقیات کے خلاف حد سے بڑھنے کے لیے بہانہ ہے۔

غلط کاموں میں ان کے استقامت نے انہیں آہستہ آہستہ اخلاقی ذمہ داری کے تمام شعور سے محروم کر دیا ہے اور اس وجہ سے خدا کے حتمی فیصلے کی حقیقت کو دیکھنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئے ہیں۔

انسان اپنی قسمت کا انتخاب خود کرتے ہیں۔

اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو (بہ صورت کتاب) اس کے گلے میں لٹکا دیا ہے۔ اور قیامت کے روز (وہ) کتاب اسے نکال دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا۔(17:13)

(کہا جائے گا کہ) اپنی کتاب پڑھ لے۔ تو آج اپنا آپ ہی محاسب کافی ہے۔(17:14)

"تقدیر" کا قرآنی تصور انسان کی زندگی کے بیرونی حالات اور واقعات سے اتنا زیادہ تعلق نہیں رکھتا کیونکہ انسانی زندگی اسی جانب بڑھتی ہے جس طرح کے انسان کے اعمال ہوتے ہیں۔

اس کا تعلق انسان کے رجحانات، رویوں اور شعوری اعمال سے ہے۔ انسان کی روحانی قسمت اسکے اعمال پر منحصر ہے، اور خدا نے انسان کو زمین پر اس کے رویے کا ذمہ دار بنایا ہے۔

وہ اپنے بارے میں کہتا ہے کہ "ہر انسان کا مقدر اس کے گلے میں باندھ دیا گیا ہے۔" اعمال اور اس کے بعد کا حساب انسان کے ماضی کی زندگی کے برزِ قیامت مکملفہم کی نمائندگی کرتا ہے، (دیکھیں 50: 22—"اب ہم نے آپ سے آپ کا پردہ اٹھالیا ہے، اور آج آپ کی نظر تیز ہے!")۔

یہ لوگ حساب (آخرت) کی امید ہی نہیں رکھتے تھے۔(78:27)

اور ہماری آیتوں کو جھوٹ سمجھ کر جھٹلاتے رہتے تھے۔(78:28)

اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر ضبط کر رکھا ہے۔(78:29)

سو (اب) مزہ چکھو۔ ہم تم پر عذاب ہی بڑھاتے جائیں گے۔(78:30)

اگنہگاروں کا اپنے نامہ اعمال پر ردعمل۔

اور (عملوں کی) کتاب (کھول کر) رکھی جائے گی تو تم گنہگاروں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (لکھا) ہوگا اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے ہائے شامت یہ کیسی کتاب ہے کہ نہ چھوٹی بات کو چھوڑتی ہے نہ بڑی کو۔ (کوئی بات بھی نہیں) مگر اسے لکھ رکھا ہے۔ اور جو عمل کئے ہوں گے سب کو حاضر پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔(18:49)

اپنے نامہ اعمال پر ہولناکیاں۔

اور جس کا نامۂ (اعمال) اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔(84:10)

وہ موت کو پکارے گا۔۔(84:11)

اور وہ دوزخ میں داخل ہو گا۔(84:12)

یہ اپنے اہل (وعیال) میں مست رہتا تھا۔(84:13)

اور خیال کرتا تھا کہ (خدا کی طرف) پھر کر نہ جائے گا۔(84:14)

ہاں ہاں۔ اس کا پروردگار اس کو دیکھ رہا تھا۔(84:15)

" بائیں ہاتھ میں دیا گیا نامہ اعمال، گناہگار کے اس خوف کی علامت ہے اپنے نامہ اعمال پر کہ وہ خواہش کرتا ہے کہ کاش اسے کبھی نامہ اعمال دکھایا ہی نہ گیا ہوتا۔

اچھے کام دھول کی طرح بکھیر دیے جائیں گے۔

جس دن یہ فرشتوں کو دیکھیں گے اس دن گنہگاروں کے لئے خوشی کی بات نہیں ہوگی اور کہیں گے (خدا کرے تم) روک لئے (اور بند کر دیئے) جاؤ۔(25:22)

اور جو انہوں نے عمل کئے ہوں گے ہم ان کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کو اُڑتی خاک کر دیں گے۔(25:23)

برفیلی ہوا کی تمثیل۔

یہ جو مال دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال ہوا کی سی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ ایسے لوگوں کی کھیتی پر جو اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے چلے اور اسے تباہ کر دے اور خدا نے ان پر کچھ ظلم نہیں کیا بلکہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں۔(3:117)

مذکورہ بالا قرآنی جملے کا مقصد ان تمام لوگوں کی صورت میں تمام کوششوں کے ضائع ہونے پر زور دینا ہے جو حق کو جھٹلانے پر تلے ہوئے ہیں۔ حق کا انکار کرنے والوں کی کھیتی، یا فائدہ مند کامیابی ضائع ہو جاتی ہے۔

یہ نقصان مستقل ہے، اس دنیا اور آنے والی زندگی میں ان کے لیے کچھ باقی نہیں ہے۔ دوسری طرف، ایک مومن کی کھیتی پوری طرح کبھی ضائع نہیں ہوتی: اگر یہ بظاہر ضائع ہو جائے تو بھی، اس کے لیے آنے والی زندگی میں، اس کے مصیبت میں صبر کے لیے انعام کی توقع باقی رہتی ہے۔

خواہش کریں گے کہ کاش میں مٹی کا ڈھیر ہوتا۔

ہم نے تم کو عذاب سے جو عنقریب آنے والا ہے آگاہ کر دیا ہے جس دن ہر شخص ان (اعمال) کو جو اس نے آگے بھیجے ہوں گے دیکھ لے گا اور کافر کہے گا کہ اے کاش میں مٹی ہوتا۔(78:40)

چہرے عاجز ہو جائیں گے۔

اور اس زندہ و قائم کے روبرو منہ نیچے ہو جائیں گے۔ اور جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد رہا اور اس زندہ و قائم کے روبرو۔(20:111)

ہمیں اچھے اعمال کرنے کے لیے واپس بھیجیں۔

اور تم (تعجب کرو) جب دیکھو کہ گنہگار اپنے پروردگار کے سامنے سر جھکائے ہوں گے (اور کہیں گے کہ) اے ہمارے پروردگار ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا تو ہم کو (دنیا میں) واپس بھیج دے کہ نیک عمل کریں بیشک ہم یقین کرنے والے ہیں۔(32:12)

اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے۔ لیکن میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا۔(32:1213)